حضرت سید محمد سعید

عرف میراں جی بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: خلیفہ محمد یونس صابری

حضرت سید محمد سعید عرف میراں جی بھیکھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سی حرفیاں

مترجم: خلیفہ محمد یونس صابری

ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان

نام کتاب: ترجمہ سی حرفیاں۔ حضرت محمد سعید عرف میراں بھیکھؒ

مترجم: خلیفہ محمد یونس صابری

کمپوزنگ: خلیفہ غلام حسین صابری، خلیفہ ضیاء النبی صابری

سال اشاعت: 2009ء

مطبع: حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت: -/90 روپے

شعبہ نشر و اشاعت

ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان

تقریظ

حضرت خلیفہ رانا عطاء اللہ خاں چشتی صابری مدظلہٗ العالی،
سجادہ نشین تبرکات میراں جی بھیکھؒ ٹھسکہ میراں جی (بھارت)
حال: ڈیرہ ماسٹر فیض محمد شہر سلطان تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ۔

قطب الاقطاب حضرت سید محمد سعید ترمذی عرف میراں جی شاہ بھیکھؒ تقریباً 290 سال قبل چشتیہ صابریہ سلسلہ کے مشہور بزرگ گزرے ہیں آپ سیوانیہ بھارت میں پیدا ہوئے۔ٹھسکہ میں دائرہ میراں جیؒ کے نام سے تبلیغی مرکز قائم کیا جو 1947ء تک قائم تھا۔ٹھسکے کے راجپوت ان کی تبلیغ سے بے حد متاثر ہوئے۔اکثر نے اپنی جائیدادا نکے مرکز کے نام وقف کر رکھی تھی۔جس میں تقریباً چھ ہزار بھیگے زرعی ازاضی تھی جو کہ راجپوتوں کی میراں جیؒ سے محبت کا بین ثبوت تھا۔اِن کی تبلیغ کا ثبوت یہ ہے کہ راجپوتوں کی اکثریت اور دیگر قریبی دیہات انکی تبلیغ کے زیرِ اثر آگئے اور وہاں با قاعدہ چشتی صابری بھیکھی سلسلے کی شاخ قائم ہوگئی۔آپؒ نے نثر کے علاوہ اپنا کلام علاقے کی زبان کے مطابق نظم میں بھی بیان کیا۔ گیان لہر، گیان پرکاش، مورکھ سمجھاوٗنی اور سی حرفیاں انکے مجموعہ کلام ہیں۔قارئین اور سامعین پر ان کتب کا زبردست روحانی اثر ہوتا ہے۔جس میں فلسفۂ توحید، عشقِ رسول ﷺ و عشقِ شیخ اور نوجوانوں کیلئے اخلاقیات کے اسباق موجود ہیں۔قارئین کیلئے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

نیر نہ ڈوبے کاٹھ کوں یہی بڑوں کی ریت　　　اپنا سینچا جان کے پالیو اسکی پریت
(جس کو محبت سے پالا جاتا ہے ہمیشہ اسکی رکھوالی کی جاتی ہے)

بھیکھ منڈائے کیا ہوت جب کرلی گھوٹم گھوٹ　　　من پاپی گھوٹا نہیں جا میں سارا کھوٹ
(شکل بنانے سے بہتر ہے کہ اپنا اندر درست کیا جائے)

بھیکھا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لعل　　　گرہ کھولن نہ جان دے اس بد بھئے کنگال
(اے بھیکھ! ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں ذاتِ حق کا جلوہ نہ ہو یعنی ہر ایک میں ذاتِ حق موجود ہے۔مگر صرف سمجھنے کا فرق ہے اور اس وجہ سے دوئی اور شرک میں پڑے ہوئے ہیں)۔

نعتِ رسولِ مقبول کا ایک شعر ملاحظہ کریں

تم ٹھاکر میں داسی توری تجھ کر پا بن گت نہ موری　　　بنو مہا کرتار پر بھوجی میں تورے بلہار
(یعنی آپ ﷺ آقا ہیں ہم آپ کے غلام ہیں۔ہمیں آپ کی شفاعت کی ضرورت ہے مہربانی فرمادیں)۔

یہ مذکورہ بالا کلام تحریری اور زبانی طور پر میراں جیؒ کے درویشوں کے ذریعے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔

میراں جی سیدؒ کے کلام پر عبور بھی رکھتے ہیں۔ آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بلند پایہ بزرگ اور صاحبِ ارشاد ہیں۔ چنانچہ اپنے ذوق کی تکمیل کی ایک ممکنہ صورت کے پیشِ نظر حضرت یونس صابری صاحب سے رابطہ کیا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ حضرت نے کمال شفقت فرمائی اور شرفِ ملاقات بخشا۔ میرے اصرار پر حضرت نے میراں سید بھیکھ کے کلام کے کچھ حصوں کا ترجمہ کرنے کا وعدہ فرمالیا۔ اس سے پہلے حضرت یونس صابری میراں جی سرکارؒ کے کلام ''مورکھ سمجھاوَنی'' کا ترجمہ کرکے اُسے شائع کر چکے ہیں اور اس ترجمہ کو وابستگان میراں جی سید بھیکھ رحمۃ اللہ کے حلقوں میں بہت پسند فرمایا گیا۔
اب حضرت خلیفہ یونس صابری نے کمال محنت سے میراں سید بھیکھ کی ''سی حرفیوں'' اور کچھ دیگر کلام جو حلقۂ تصوف میں بھی زبان زد عام ہے اسکا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس کو راقم نے دیکھا اور پڑھا ہے مجھے اطمینان ہوا ہے کہ میراں جیؒ کے کلام کے متعلق اپنی دلی خواہش کو پورا ہوتے دیکھا ہے اب امید کرتا ہوں کہ یہ کام اِس دورِ مادیت میں چاہنے والوں کے لئے روحانی بالیدگی کا سبب بنے گا۔
میں حضرت یونس صابری مدظلہٗ سے پھر گذارش کروں گا کہ وہ میراں جی سرکارؒ کے کلام ''گیان لہر'' اور ''گیان پرکاش'' پر بھی توجہ فرمائیں۔ تاکہ یہ سرچشمہ ہدایت بھی اپنی پوری تابانی کے ساتھ متلاشیانِ حق کی راہنمائی کا باعث بن جائے۔
حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور فیضان سے جاری سلسلۂ چشتیہ صابریہ جسے ماضی قریب حضرت سید میراں بھیکھ رحمۃ اللہ کی ذات کریم سے مزید عروج ملا سید میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ کے لاکھوں متوسلین اِنکے خلفائے عظام کے واسطہ سے آج تک اِس دائمی چشمۂ فیض سے اپنی روحانی پیاس بجھا رہے ہیں۔ چشتیہ صابریہ سلسلہ کے آستانہ ہائے بھیکھیہ تہذیبِ نفوس وقلوب کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اور حضرت خلیفہ محمد یونس صابری مدظلہٗ بھی یکے از قافلہ سالارانِ چشتیہ صابریہ بھیکھیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم خدمت کیلئے اجرِ فراواں کے ساتھ عمرِ طویل بھی عطا فرمائیں۔ تاکہ یہ درِ فیض دیر تک کھلا رہے (آمین)

خاکپائے اولیائے چشت
فاروق الحسن چشتی صابری۔ ملتان
۲ فروری ۲۰۰۹ء

اظہارِ شوق

جناب حکیم محمد منیر صاحب، ملتان

دائم نرسد ذرّہ بہ خورشید و لیکن　　　شوقِ طیران مع کشدارباب ہیم را

"میں جانتا ہوں ذرہ خورشید تک نہیں پہنچ سکے گا لیکن ہمت والوں کو اُڑان کا شوق اُڑائے چلا جاتا ہے"۔

دورِ حاضر کی اخلاقی پستی اور ذہنی انتشار کے تدارک کی اگر کوئی ترکیب ہے تو علم وادب اور تصوف کے حوالے سے ہو سکتی ہے۔

بلاشبہ وہ حضرت سید محمد سعید شاہ میراں بھیکھ کے فکر و تعلیم اور اشعار و کلام کی روشنی سے ممکن ہے جس سے استفادہ کر کے انسان کامیاب روحانی زندگی گزار سکتا ہے۔

تصوف کی مطالعاتی کتب میں حضرت سید محمد سعید شاہ میراں بھیکھؒ کا منظوم کلام ایک اہم سنگِ میل کا مقام رکھتا ہے۔ ادب اور مسلم معاشرہ بنیادی طور پر مشرقی تہذیب کا علم بردار ہے۔ اس مشرقی تہذیب میں تصوف اور اسکی جمالیات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انسان آج بے شمار مسائل سے دوچار ہے اور اِنکے حل کیلئے کوشاں و سرگرداں اور پریشان بھی۔ لیکن ان مسائل کا حل بلند اخلاقی اور مذہبی معیارات کو اپنائے بغیر ممکن نہیں (حضرت میراں جیؒ نے دوہوں، سی حرفیوں اور دیگر منظوم کلام کے ذریعے تصوف کی تعلیم اور اسکے اسرار ورموز عوام خصوصاً متوسلین و متعلقین و مخلصینِ سلسلہ تک پہنچائی جاسکتی ہے)۔

حضرت شاہ میراں بھیکھؒ کی فکر و تعلیم اور کلام درس دیتا ہے کہ جمالِ زندگی جمال میں مضمر ہے اور زندگی کا جمال علم وفکر کے جمال پر منحصر ہے۔

میراں جیؒ نے اسلامی حقیقت کو اپنایا اور اس حقیقت کے زیرِ اثر اپنے دوہوں، سی حرفیوں اور کلام سے تصوف کو پروان چڑھایا اسکی تعلیمات کو انسانی زندگی کی حرارت کا درجہ دیا۔ اور بتایا کہ متصوفانہ افکار کی اہمیت سے انسان اور خدا کے رشتے میں قربت پیدا ہوتی ہے، ظاہر اور باطن صفائی پاتا ہے۔ انسان اپنے اخلاقی اور روحانی مراتب میں بلندی حاصل کرتا ہے۔

حضرت سید محمد سعید میراں جی بھیکھؒ کی انہی تعلیمات کو اور اسرار ورموز کو عوام خصوصاً متوسلین و متعلقین اور مخلصینِ سلسلہ تک پہنچانے کیلئے خلیفہ صوفی محمد یونس صابری صاحب نے ستائش سے بے نیاز اور صلہ سے بے پرواہ ہو کر آن حضرت گرامی حضرت سید میراں جی بھیکھؒ کے کلام کی ترتیب و تدوین اور ترجمہ و مفہوم بیان کر کے قارئین کے ذہن کے دریچوں کو وا کر دیا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی عطا کی ہے اور تاریخ میں ہمیشہ زندہ و تابندہ رہنے والی شخصیت کا مقصد و منشائے تعلیم پورا کر دیا ہے۔

ہر صاحب دل اس کیفیت سے باخبر ہوتا ہے۔ جیسا کہ جدی مرشدی مولائی حضرت شاہ خاموش قدس سرہ نے فرمایا۔

جو خون کہاوے جگر جلاوے یہ عشق اسکو مزہ دکھاوے
نہ کیف ایسا شراب میں ہے نہ ایسی لذت کباب میں ہے

اسی عشق کا اظہار حضرت میراں بھیکھ علیہ الرحمہ کے ہاں اس طرح ملتا ہے۔

بھیکھ فقیری عجیب ہے جو گرو ملے ڈاروں ڈار　　مورکھ نہ جاوندے کہ ست گرو ہے کرتار
خود کو جب سوجھی پاوے خودنوں خودی بھلاوے　　ظاہر باطن آپ دکھاوے سبھیں جائیں آپ سماوے

حضرت میرں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام اپنے رنگ و آہنگ میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کی پیروی کا غماز ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے'' وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَۃَ اللہِ لَا تُحْصُوْھَا '' میں نعمت اللہ سے مراد سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بارگاہ نبوی کے آداب'' لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' سے سکھائے گئے اور'' ورفعنا لک ذکرک'' کے ذریعہ آپ کی عظمت اجاگر کی گئی۔'' انک لعلی خلق عظیم'' سے آپ کی بزرگی بیان کی گئی ہے اور'' وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین'' کے ذریعے آپ کی رحمت عامہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ حضرت میراں بھیکھ علیہ الرحمہ نے ایسے یہ مضامین اپنی نعتیہ شاعری میں منظوم فرمائے ہیں۔

پرتھم پریم اگن جب لاگی
اتھم کہانی پرگھٹ جاگی
احمد لیو اوتار
پربھو جی میں تورے بلہار
میں تورے بلہار پربھو جی میں تورے بلہار

اس کے علاوہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ذکر پاک جس والہانہ اسلوب میں کیا گیا ہے وہ بھی متاثر کن ہے اور ہر کہ از دل　　ریز ہر دل خیز'' کا مصداق ہے۔

باغ لوایو پنجتنی مال بھیو رسول　　اس مالی کے باغ میں حسن حسین دو پھول
مالن لیائی سہرا مالی لیایا پھول　　رل مل گوند وسکھی ری پہنیں نبی رسول

اسی طرح حروف تہجی پر مبنی اور خواجہء خواجگان و صوفیانہ کلام کا منفرد رنگ کا ایک سماں باندھ دیا جاتا ہے۔

ہر زبان کا ایک مخصوص مزاج، اسلوب اور انداز ہوتا ہے۔ اس کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت اس بات کا خیال بے حد لازمی ہو جاتا ہے کہ ترجمہ کے دوران زبان کھردری اور معنی کے ابلاغ میں کوئی ابہام پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کا ترجمہ پورے انہماک و لسانیات کے

آداب وقواعد کو ملحوظ رکھکر انجام دیا گیا ہے۔ صاحب ترجمہ خلیفہ سلسلہ عالیہ صابریہ جناب محمد یونس صابری صاحب تمام اہل سلسلہ وااہل طریق کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ موصوف نے حضرت میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام سرچشمہء فیضان کا اہل اردو کے لیے بھی عام وتام کردیا۔ قارئین محسوس کریں گے کہ ترجمہ صرف اور صرف اصل کالم کی حدود میں مقیدرہ کرانجام دیا گیا ہے۔ بوجھل الفاظ کے استعمال سے قصداً گریز، تفہیم معانی کے لیے قوسین میں وضاحتی اشارے آیات، احادیث، اقوال صوفیاء کی شکل میں دیئے گئے ہیں اور بعض مقامات پر ادائے معانی کو مقدم اور الفاظ کو ثانوی حیثیت دی گئی ہے۔ نیز اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ ترجمہ کے دوران مترجم کے سامنے خواص کے ساتھ اہل نسبت بھی رہے ہیں۔

اللہ تعالی کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعہ فیضان چشتیہ کو عام اور مقبول بارگاہِ رب اَنام ورسول اَنام فرمائے اور ربط ونسبت کے استحکام کا ذریعہ بھی۔ آمین والحمد للہ رب العالمین بجاہ طٰہٰ ویسین

سید شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری

حیدرآباد دکن، الہند

تصوف مختلف ادوار میں ماہیت

اسلام کے احکام اوامر ونواہی پر مشتمل ہیں۔انہی احکام پر اگر خلوص نیت سے عمل کیا جائے تو قلب پر اللہ تعالی کے خوف اور رحمت ،عظمت ومحبت کے اثرات پڑتے ہیں ۔انہی اثرات سے پیدا ہونے والی کیفیات قلب کو صاف وشفاف کر دیتی ہیں۔یہی سب کچھ تصوف ہے۔

تصوف دراصل ان کیفیات کا نام ہے جو اسلام پر صدق دل سے عمل کرنے سے پیدا ہوتی ہیں یہ کیفیات انسان کے قلب میں اللہ تعالی کی رحمت ومحبت ،خوف وخشیت اور عظمت وجلال پر مشتمل ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تصوف ایک با قاعدہ علم کیوں بنا؟ جبکہ یہ اسلام کے احکام کے ساتھ پوری طرح جڑا ہوا ہے۔اور یہ کس عہد میں ایک الگ موضوع علم بن کرا بھرا۔

مندرجہ بالا دونوں سوالات کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔صرف قرآن کریم نے مسلمانوں کو اللہ تعالی کا ذکر کثیر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور اللہ تعالی کی رضا کی خاطر تمام نیک اعمال کرنے کا حکم فرمایا ہے اور احادیث مبارکہ میں بار ہا مسلمانوں کو اللہ تعالی کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کا درس دیا گیا ہے۔خود نبی کریم روف رحیم ﷺ کی حیات طیبہ تصوف کے درس کی عملی شکل ہے۔آپ ﷺ نے اپنی تمام حیات طیبہ اللہ تعالی کی رضا جوئی میں گزاری اور احکام دین پر کمال اخلاص کے ساتھ عمل کر کے دکھایا اگر دیکھا جائے تو یہی روح تصوف ہے۔اس کے علاوہ تصوف کی چند ابتدائی اصطلاحات مثلاً توبہ، زہد،توکل اور رضا بھی احادیث مبارکہ اور آیات قرآنیہ سے ماخوذ ہیں۔

تصوف جو احوال وکیفیات پر مشتمل ایک الگ موضوع علم ہے،فقہ کی تدوین کے بعد علمی اور کتابی شکل میں مدون ہوا۔فقہ کی تدوین کا پہلا دور امام ابوحنیفہؒ اور آپؒ کے شاگردوں کا عہد کہا جا سکتا ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریمؓ ،حضرت ابو بکر صدیقؓ دو ایسی کریم ہستیاں ہیں جن سے تصوف کے بڑے سلاسل کا آغاز ہوا۔عہد صحابہؓ وعہد تابعین میں تصوف کا مطالعہ توبہ کے مسائل ، زہد کے مسائل ، توکل اور رضا کے مسائل کے علاوہ محبت الٰہیہ کی ابتدائی واردات کے بیان تک محدود رہا۔یہ صحیح ہے کہ وہ لوگ تصوف کی بلند ترین باطنی کیفیات سے بہرہ ور تھے۔لیکن اظہار کے اعتبار سے انھوں نے ابتدائی کیفیات کے مسائل تک خود کو محدود رکھا۔

اس کے بعد تصوف کا وہ عہد آتا ہے جب اسے با قاعدہ ایک علم کے طور پر جانا گیا۔فقہ کی تدوین اور حدیث کے جمع کرنے کے ابتدائی کام سے فارغ ہو کر امت الاسلام کی صاحب جوہر شخصیات انسانی ذات کے اندر پنہاں عظمتوں کی دریافت کے بیان کے لیے وقف ہو گئیں۔ان عظیم شخصیات میں

پیش لفظ

حضرت سید محمد سعید المعروف حضرت میراں بھیکھ ؒ کا شمار خاندانِ چشت اہلِ بہشت کے مشہور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ ترمذی سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ؒ کے آبا وٗاجداد سے حضرت زیدؒ ہندوستان میں قطب الدین ایبک کے زمانہ میں آئے یہاں آکر کرنال کے علاقہ سیوانہ میں آباد ہوئے اور تبلیغِ دین شروع کی۔

حضرت کے والدِ محترم مولانا سید محمد یوسف ترمذیؒ تھے۔ نسبی طور پر آپ کا سلسلہ پندرھویں مقام پر حضرت علیؓ اور صاحبزادیٔ رسولِ اکرم ﷺ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء سے مل جاتا ہے۔ روحانی نسبت حضرت شاہ ابوالمعالی انبیٹھویؒ کے واسطہ سے حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابری کلیریؒ، حضرت بابا فریدالدین گنجِ شکرؒ (پاکپتن شریف)، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیر شریف) اور خواجگانِ چشت ابو اسحاق چشتی، علو ممشاد دینوروی، ابراہیم ادھمی، حضرت حسن بصری اور پھر مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ذریعے سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے ملتا ہے۔ روحانی اور نسبی نسبت کی وجہ سے حضرت میراں بھیکھ کو اپنے زمانے کے تبحر علماء متقین اور صوفیاء میں اعلیٰ مقام حاصل تھا اور یہ اثرات آج بھی اُن سے منسلک لوگوں میں نظر آتے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے علاقائی زبان میں اپنے علم کو شاعری کے ذریعے پھیلایا۔ گیان لہر، گیان پرکاش اور کافیاں تحریری انداز میں ان کے علم عقائد اور عمل کے منہ بولتے شاہکار ہیں۔

اس وقت اس فقیر کے پاس حضرت میراں بھیکھؒ کے مندرجہ بالا کلام کے تین نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ حضرت کے خلیفہ جناب علیم اللہ جالندھریؒ کے خاندان کے اصحاب کے ہاتھوں دستی تحریر ہے جو تقریباً تین چار پشت پرانی تحریر ہے۔ اس کی فوٹو کاپی حضرت فاروق الحسن چشتی مدظلہ العالی نے عنایت فرمائی دوسری تحریر حضرت ذکاء اللہ شاہ الحسنیؒ نے چوہدری رحمۃ اللہ نور محمد صاحبان کو حکم فرما کر 1950ء کے لگ بھگ طبع کرائی اور تیسری تحریر حضرت زمان شاہ صاحبؒ نے آج سے پندرہ سولہ سال پہلے چھپوا کر شائع فرمائی اس تیسری تحریر میں حضرت نے الفاظ کی لغت بھی سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے مگر غالباً اُن کی زبان اور ماحول پنجابی تھا اس لئے بعض مقامات پر لغت پر یہ اثر نظر آتا ہے جس سے مطالب بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔

حضرت کے کلام کا لبِ لباب مختصر بیان کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں وحدت الوجود، نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ سے سچی پکی محبت وٗانس اور اس کو حاصل کرنے کیلئے شیخ مکرم سے دل وجان

سے لگاؤ کا درس ہے۔

حضرت کی ان باتوں کو سمجھنے کے لئے صوفیاء کے ہاں فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی اصطلاحات ہیں ۔ان کے لئے تلاوتِ آیات، تزکیہ، علمِ کتاب اور حکمت (دانائی) کا حصول ضروری ہے۔ جو بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد ہے۔اوراس کے لئے جہاں ظاہر اسباب پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں "ذالِکَ فضل اللّٰہ یُوتی من یشاء " بھی ہے۔اور ہر ایک سالک کو اس کی دعا اور کوشش ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کلامِ مجید میں واضح فرمایا ہے کہ وہ اول، آخر، ظاہر اور باطن بھی ہے۔ایک دوسری جگہ فرمان ہے آپ جس طرف بھی نظر کرو اللہ تعالیٰ کی (وجہ) تجلّی پاؤ گے۔ایک اور مقام پر "میں تمہاری شہ رگ سے بھی نزدیک ہوں" ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی احادیث میں بھی اسی قسم کے اشارے میں حدیثِ قدسی ہے "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا مجھے خواہش ہوئی کہ پہچانا جاؤں میں نے مخلوق کو پیدا کیا" ایک دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے دنیا پیدا فرمائی۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک صحابیؓ کے سوال پر بھی یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا۔

اسی طرح اور بہت سے اشارات موجود ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا جلوہ کائنات کے ذرّے ذرّے میں موجود ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں آئی، وہ ایک ہی ہے جیسا کہ تھا اب ویسا ہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور آئندہ بھی ویسا ہی رہے گا۔ کائنات حادث ہے اور وہ ذات قدیم ہے جو پوری آب و تاب سے کائنات میں ظہور پذیر ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اسی ذات کے مظہرِ اتم ہیں جن میں یہ جلوہ مکمل طور پر جلوہ گر ہے جس طرح آئینہ میں سورج۔ (ذاتِ حق تک پہنچنے اور سمجھنے کے لئے پہلے نبی پاک ﷺ کی درگاہ تک پہنچنا ہوگا)۔

حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا ہے اور پھر خرابی آتی جائے گی یعنی بہترین زمانہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اس کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین۔ بعد ازاں اللہ کے نزدیک اولیاء عظام جو تلاش کرنے پر دستیاب ہیں یہ لوگ اپنے پاس آنے والوں کو حبِ نبی ﷺ اور حب اللہ میں سرشار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن پر اللہ کا فضل ہوتا ہے وہ اُن کے اسباق سے متاثر ہو کر اس راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں اور کامیابی کی منازل طے کر جاتے ہیں۔

حضرت میراں بھیکھؒ کے اسباق میں کچھ ایسی ہی گفتگو ملتی ہے جو آپ حضرات کیلئے نہایت اختصار سے پیش کی جاتی ہے۔ایک نعت میں فرماتے ہیں

پرتھم پریم اگن جب لاگی　　　　　اگھم کہانی پرگھٹ جاگی
احمد لیو اوتار پربھوجی　　　　　میں تورے بلہار

(ترجمہ) سب سے پہلے جب شوق جلوہ نمائی اور معبود کہلانے کا ذوق پیدا ہوا تو ذاتِ حق جو کہ ایک خفیہ کہانی تھی کھلم کھلا ظاہر ہوئی اور اس مقصد کے لئے اس نے ایک عبد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شکل میں پیدا کیا۔ میں اُن پر قربان ہو جاؤں تا کہ وہ میرا عبد بن کر مجھے اپنا معبود بنائے۔ یہ دونوں اضداد یکجا تھیں الگ ہوئیں مگر کمی کہیں نہیں آئی نہ دو ہیں۔

گیان لہر میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

احد برن احمدؐ کو دھارا احمدؐ مول بیل سنسارا
مول محمدؐ باگ کو سوگت اپرم پار
چار چمن چھوں یار ہیں اور بیل سنسارا

(ترجمہ) احمدؐ کے روپ میں احد آیا۔ احمدؐ اصل جڑ ہیں اور ساری دنیا بیل ہے۔

اصل محمد ﷺ باغ کی بہت بڑی شان ہے اسکے چار دوست چار چمن ہیں۔ باقی دنیا بحثییت بیل ہے۔ بعض مقامات پر مختلف درویشوں کے استعارے سے سب کی اصل ایک وجود ہی بتاتے ہیں۔

اسی طرح مختلف پھلوں، ترکاریوں، پھولوں، دوائیوں، جڑی بوٹیوں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے والوں کو ایک ہی وحدت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں۔

سوئی جوتری، جائے پھل سوئی لونگ وا پھول
ایکو نیچے جانئے تین دیکھ مت بھول

(ترجمہ) جوتری، جلوتری، جائے پھل جے پھل نیچے، اصل چھالی ہے ان کی اصل ایک ہے انہیں تین دیکھ بھول نہ جانا۔

گیان لہر کے آخر میں یہ تمام باتیں سمجھاتے ہوئے ایک دعا بھی کرتے ہیں۔

اے رکھوالے بیل کے راکھیو ہمری بیل　　　　　بھرم کھپریا نہ لگے اور نہو پُروا میل

(ترجمہ) اے بیل کے محافظ ہماری بیل کو بھی حفاظت میں رکھنا بھرم کھپریا (وہمی کیڑا) اسے اندرونی اور بیرونی آفات سے بچا کر رکھنا۔

گیان لہر کے علاوہ آپ کی کتابیں گیان پرکاش، سی حرفیاں اور مورکھ سمجھاؤنی ہیں۔ مورکھ سمجھاؤنی میں اپنے انہی خیالات کو ایک دوسرے انداز میں وضاحت کی ہے شروع میں حمد اس میں ذکر کے طریقے اور پھر تخلیقِ آدم کا حال ہے

الف — اللہ کو یاد کر جو گھٹ گھٹ ہے بھرپور
احمدؐ کارن احد نے اپنا کیا ظہور

گھٹ گھٹ: (ہر جگہ، اوّل آخر ظاہر باطن)، کارن: (کی وجہ سے)، ظہور: (ظاہر ہوا)

الف اللہ تعالیٰ جو کائنات میں ہر جگہ موجود ہے جس نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی خاطر اپنا ہونا ظاہر کیا اسی اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

ب — باطن کی سیر کر فِیْ اَنْفُسِکُمْ دیکھ
ظاہر باطن رم رہا وا کا روپ نہ ریکھ

رم رہا: (رچ بس گیا، جیسے پھول میں خوشبو)، روپ ریکھ: (شکل وصورت)

ب حکمِ خداوندی میں تمہارے نفوس میں موجود ہوں کو ملاحظہ کر اور اپنے باطن کی سیر کر وہ اوّل آخر ظاہر باطن میں موجود ہے۔

ت — توبہ کر غیر سے توں ہی توں ہی کر بول
ایک میت سے پیت کر مَن کی گُھنڈی کھول

میت: (پیارا)، پیت: (محبت)، گھنڈی: (گرہ)

صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کر اسی کی طرف متوجہ رہ اور صرف ایک سے محبت رکھ اپنے دل سے غیریت کی گرہیں کھول دے۔

ث — ثابت رہ سانچ پر سانچ بڑا بیوپار
منہ کالا کر جھوٹ کا جس کھویا سنسار

مونہہ کالا کر: (چھوڑ دے)، سنسار: (دنیا)

سچ بہت اچھی چیز ہے اس کے مقابلہ میں جھوٹ کی وجہ سے سارا معاشرہ خراب ہو رہا ہے چنانچہ سچ کو اختیار کر جھوٹ چھوڑ دے۔

ج — جمال ہے ہر طرف کو نینہہ کے نینوں دیکھ
وہ صاحب غیوب ہے بھانت بھانت کے بھے کھ

جمال: (جلوہ)، نینہہ: (دل کی گہرائیوں سے)، غیوب: (غائب)، بھانت بھانت: (قسم قسم)، بھیکھ (بھے + کھ): (شکل)

اللہ تعالیٰ کا جلوہ اپنی اندرونی آنکھ سے دیکھ اس کا جلو ہر جگہ موجود ہے وہ خود نظر نہیں آتا مگر قسم قسم اور طرح

طرح کی اشکال میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ح　　　حلال کا قوت کر بھلا بُرا پہچان
　　　کُـلُ حَلاَلً طَیِّبَـــاً امر کیتا سبحان

اچھا اور خراب (ٹھیک غلط) میں تمیز کر کے حلال روزی حاصل کر کیونکہ اللہ کا حکم ہے کہ حلال چیزیں ہی پاک ہیں۔

خ　　　خیال جگ جان توں خواب خیال مت بھول
　　　ایک دن جگ سے جائیگا اس دن کا کر سول

سول: (فکر)

دنیا ایک خواب خیال ہے یہ حقیقت اور اس کا احساس یہاں سے جانے کے بعد ہوگا اس کی فکر ابھی کرنا چاہیے اور جس طرح اچھے اچھے خواب اور شیخ چلّی والے خیال ایک پل میں ختم ہو جاتے ہیں دنیا بھی اسی طرح ہے۔

د　　　دل اندر یاد کر دین دیال کو دھا
　　　اک من چت ہوئیکے لالن گرو برما

دین دیال: (داتا)، لالن: (پیارا)، برما: (راضی کر)، دل اندر: (دل میں بذریعہ پاس انفاس)

ہر وقت دل میں بذریعہ سانس اور زبان سے داتا کا خیال رکھ اور پوری توجہ سے پیارے (اللہ تعالیٰ) کو راضی کر

ذ　　　ذکر کر ہیت سیں، بے کل ہو لُولا
　　　موہن پیارے میت کوں اپنی کوک سُنا

ہیت سیں: (دل سے)، بےکل: (بے چین، بے قرار)، لُولا: (متوجہ ہوجا)، کوک: (آواز)

بے قرار ہو کہ اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہو جا اور پھر یک سوئی سے صرف اسی کی طرف متوجہ ہو کر اس کو اپنی آواز سُنا

　　　رچنا کر نام کی سُن لے چتر سُجان
　　　اقـراء بِـاِاسـمِ رَبِّکَ امر کیتا سُجان

رچنا: (تسبیح)

اے سمجھ دار اللہ کے نام کی تسبیح بیان کر حکم ہے کہ اللہ کے نام سے پڑھ۔

ز　　　زاری کر بانورے لالن گرومنا
　　　اُتّم تیری ذات ہے لوہے جیسا تا

لوہے جیسا تا: (سخت)

اے بے سمجھ عاجزی سے گرو پیارے کو منالے، تیرا تعلق نہایت اعلیٰ مقام سے ہے۔ تاہم رسائی کے لئے سخت محنت کی ضرورت ہے (مشکل کام ہے) لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِی آدَم

س سینے کی سیر میں برلا کوئی جان

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ بولا بیچ قرآن

برلا: (کوئی کوئی)، اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ: (کیا ہم نے آپ کا انشراح صدر نہیں کیا)

قرآن مجید میں حضرت محمد ﷺ کو اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے آپ کا انشراح صدر نہیں کیا، فرمایا۔ اُمت یہ مقام کسی کسی کو ملا۔

ش شرم کر پی سے شرم حیا سے جی

بے شرماں منہ کالا ہوسی جس دن قاضی پی

پی: (پیارا)، جی: (زندگی گزار)، منہ کالا ہوسی: (رسوا ہوگا)

پیارے! (اللہ رسول اور شیخ) سے شرم کر اور زندگی شرم و حیا سے گزار۔ قیامت کے دن بے شرم لوگ رسوا ہوں گے۔

ص صفت مت بھول توں خفی کو کر ہیت

صورت مورت کچھ نہیں تج تشنا چیت

ہیت: (محبت)، صورت مورت: (ظاہر اشکال)، تج: (چھوڑ)، تشنا: (طعنہ، کہنہ)

صفات پر دھیان دے کیونکہ ذات کا جلوہ انہی صفات میں ہے اپنے شیخِ مکرم سے محبت کر دنیاوی لالچ اونچ نیچ، شکل و صورت بے معنی ہے طعنے اور جھگڑے چھوڑ۔

ض ضروری علم پڑھ واحد ایک پہچان

ہر دم اس کو یاد رکھ مت ہویں انجان

زندگی گزارنے کے لئے ضروری علوم پڑھنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد کو پہچان اسے ہر دم یاد رکھ غافل نہ ہو، ناواقف نہ رہ۔

ط طالب اس ذات کا تجھ آوے اعتبار

جب من سے مَیں تَیں گئی آپ رہے کرتار

ہ　　　ہستی اُس یار کی اُسی ذات کو جان
　　　ہر شے فانی ہوئے گی میرا کہنا مان۔

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ ۔ہست و بود سب ذاتِ حق ہے یہی سمجھ ہ چیز نے اس کے سوا فنا ہو جانا ہے۔

لا　　　لا کو دور کر اِلَّا الـــلّٰـــــہ کو دیکھ
　　　سچا کلمہ نبیؐ کا جس مانہہ مین نہ میکھ

"لا" جو چیز وہمی ہے اس کو ہٹا دے اور حرف اللہ کو دیکھ کلمۂ توحید بالکل سچا ہے اس میں کوئی خرابی اور بھول جانے والی بات نہیں۔

ی　　　یاری اس یار کی جو دل بھیکھ سمائے
　　　دو جگ میں نِرمل رہے، سکھ سے رین بہائے

نِرمل: (صاف، آزاد)، رین بہائے: (راتیں گزارے)،

جو دوست بھیکھؒ کے دل میں موجود ہے اسی کی دوستی ہے اسی وجہ سے دونوں جہانوں کے دکھ سکھ سے آزاد ہے اور سکھ چین سے دن گزار رہا ہے۔

(ایک دوسرے انداز میں "جس کے دل میں بھیکھؒ کی محبت ہوگئی ہے اس کی دوستی بھی کیا دوستی ہے اسی وجہ سے دنیا و مافیا سے بے فکر چین سے زندگی گزار رہا ہے")

دوسرا حصہ

الف:۔

اپنے آپ نوں خوب پچھان　　تو ہیں صاحب تو سلطان
یہی ہے معرفت یہی گیان　　جیوں جانے تو آپے جان

پچھان: (پہچان لے)، گیان: (علم وفضل، معرفت)

عرفان نفس میں ہی درویشی ہے تیرے اندر ذاتِ حق ہے یہی عرفانِ نفس یعنی اپنے آپ کو سمجھنا ہی معرفت الٰہی ہے۔ چنانچہ عرفانِ نفس کی کوشش کرو۔

ب:۔

باتیں کچھ حاصل نا ہیں　　نا کر جھیڑے سمجھ کے اے ہیں
کیوں توں دوڑیں لمبے راہیں　　دیکھ الیکھ گھر کے ماہیں

باتوں اورزبانی گفتگو سمجھو، جھگڑوں کو چھوڑو اِن سے کچھ نہیں ملتا دور دراز کے راہوں کو مت جاؤ ذاتِ حق کو اپنے اندر ہی تلاش کرو۔

ت:۔

تحقیق جس آپا کینا　　سِر کا بھید اسی نے چھینا
سِر پچھاناں تاں سر دِینا　　اپنے آپ کا آپ ہے بِینا

سِرّ کا بھید: (اللہ کا راز)

جس نے اپنی چھان بین کر کے عرفان حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ کا راز اسی کو حاصل ہوتا ہے وہ سمیع وبصیر ہے راز معلوم کرے پھر اپنے آپ کو قربان کر دیا۔

ث:۔

ثابت کر گیان بچارو برہوں اگن سے دبتا ہارو
وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ خوب نتارو گو ہر تم سے کہاں نیارو

برہوں: (فراق)، اگن: (ایک چھوٹا سا پرندہ، آگ)، گو: (کہاں)، ہر: (اللہ تعالیٰ)، نیارو: (جُدا، الگ)، دُبتا: (دُبدھا، وہم)

علم وفضل اور معرفت پر غور وفکر کرو جُدائی کا وہم ختم کرو۔ اپنے نفوس پر غور کرو اللہ تعالیٰ کہاں اور کب جُدا ہے وہ تو تمھارے نفوس میں ہے۔

ج:۔

جگت میں ہے جگجیت دُبتا دانہ نِکا پیں
گُرو کِرپا کی ناہیں ریس وہ جانے جو دیوے سیکھ

جگجیت: (طاقتور مراد اللہ تعالیٰ)، دُبتا: (دُبدھا، وہم)، گُرو: (شیخ)، کِرپا: (مہربانی)، ریس: (برابر، مقابلہ)

دنیا کو کنٹرول کرنے والا مراد اللہ تعالیٰ تو اسی دنیا میں موجود ہے چھوٹے چھوٹے وہم نکال دے شیخ کی مہربانیوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اِن باتوں کو سیکھنے اور سکھانے والا ہی سمجھتا ہے۔

ح:۔

حیاتی پاوے سو خودی گنواوے ہِنا خود ہو
چودیں طبقیں پرگٹ لَو آپ ہی آپ نہ دوجا کو

گنواوے: (ختم کردے)، چودیں طبقیں: (کائنات)، پرگٹ: (واضح، صاف)، لَو: (روشنی)

ابدی اور دائمی زندگی اسی کو ملتی ہے جو "مُوتو قبل اَنۡ تَمُوتُوا" اپنے آپ کو معاملات سے نکال کر خودی کو ختم کردے پھر بعد از فنا کائنات میں خود ہی ہے دوسرا نہیں اور واضح روشنی ہے

خ:۔

خود کی جب سوجھی پاوے خود نوں جانے خودی بھلاوے
ظاہر باطن آپ کہاوے سبھیں جائیں آپ سماوے

جب عرفانِ نفس ہو جاتا ہے۔ اپنی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے تکبر مٹ جاتا ہے ظاہر باطن سب جگہ اپنا احساس ہو جاتا ہے اور خود کہلاتا ہے۔

تاڑی کہلاتی ہے)، پردھان: (گاؤں کا چوہدری، صدر)،

ہم جو بات بتا رہے ہیں اسے غور سے سُنو ! مان جاؤ طالب اور مطلوب کی شناخت کرلو اس کا جب آپ کو نشہ ہوگا تو تم خود ہی بڑے آدمی بن جاؤ گے مراقبے اور درویشی بھی آپ کی بن جائے گی۔

ظ:۔

ظاہر باطن پیا پیارا نَرک سُرگ سیں او نیارا

دیکھا جانا خوب بچارا کس لینا او حد اپر اپارا

نرک سرگ: (دوزخ جنت)، سیں: (سے)، نیارا: (جُدا)، اپرا پارا: (بے حد)

اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن میں موجود ہے دوزخ جنت سے جُدا ہے دیکھا اور خوب سوچا سمجھا اس بے حد تک کون پہنچا؟ یعنی کسی نے کماحقہٗ نہیں پہچانا۔

ع:۔

عنایت جب گرو نے کینی اپنے تن کی سُدھ بدھ لینی

میں توجہے کون کمینی جب وہ خودی خدا کی چھینی

جب شیخِ کریم کی مہربانی ہوئی اور اپنے آپ کو سمجھ لیا۔ مقامِ عشق میں عام کی بات کس گنتی میں وہاں تو اللہ تعالیٰ بھی اسی چکر میں ہے اور فریفتگی میں اپنے محبوب ﷺ پر درود بھیج رہا ہے

غ:۔

غور کرو تم گھر اندر کیوں تو جاویں صورت مندر

ساجن بسے تمھارے اندر اس کو کہیں ہیں شاہ قلندر

اپنے آپ پر غور کرو اِدھر اُدھر مت بھٹکو ساجن پیارا (اللہ تعالیٰ) تمھارے اندر ہی موجود ہے اس کا جلوہ جدا نہیں اس بات کو سمجھنا شاہ قلندر طریق ہے۔

ف:۔

فقر کا پینڈا نیڑے جس نوں ڈھونڈیں ہے گھر تیرے

اکھاں کھول پیارے میرے کہہ سُن رہے ہم کس کے ڈیرے

پینڈا:(راستہ)، نیڑے:(نزدیک)
درویشی کا راستہ بہت نزدیک ہے جس کو تلاش کرنا ہے وہ تو تیرے گھر میں ہے ذرا ہوش کر اور سوچ انسانی جسم کس کا گھر ہے۔فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلاَ تُبْصِرُوْن.

ق:۔

ق قرب اور بُوجھ کیوٹی جس نوں ڈھونڈیں کہاں جدا ای
عشق اللہ کی ایہہ صدا ای پرگھٹ اَگر کھلا پڑا ای

بوجھ:(بتا تو سہی)، کیوٹی:(ملی جلی دال)، پرگھٹ:(واضح)، اگر:(کشمشی رنگ)، آگر (صندل کی لکڑی پر رنگ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو کشمشی رنگ کے قریب ہے)
جس کو تلاش کرنا ہے وہ جدا نہیں قریب اور ملا جلا ہے جیسے کشمشی رنگ واضح نظر آتا ہے اور عشق الٰہی کی یہی آواز ہے۔

ک:۔

کُنْتُم جب نَحْنُ بولا نَحْنُ اَقْرَب کا انتر کھولا
تاں میں سمجھ پیارا ٹولا آپ ہے صاحب آپ ہے گولا

انتر:(بھید)، صاحب:(آقا)، گولا:(غلام)
تم اور ہم کے الفاظ استعمال کئے اور نحنُ اَقْرَب (ہم تمھاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) کا راز فاش کر دیا پھر میں نے پیار (اللہ تعالیٰ) تلاش کر لیا وہ خود ہی مالک ہے اور خود ہی غلام ہے۔

ل:۔

لگی کی سنو بات جیسی مخمل ویسی ٹاٹ
مل مل نہاؤ وحدت کے گھاٹ میل دُوبتا کی سگلی کاٹ

دُوبتا:(دُبدھا، وہم)، سگلی:(تمام)
دریائے توحید کے گھاٹ خوب غسل کرو یعنی اسے سمجھنے کی کوشش کرو تا کہ سارے وہم ختم ہو جائیں پھر بات اور معاملات کو پرکھنا پھر ٹاٹ اور مخمل یعنی اچھا بُرا ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔

م:۔

مروت کِیا گت مان انساناں کا انسان پچھان
کیوں نہ سمرے یہ بھگوان جس تد کیتا یہ سامان

سمرے:(تسبیح کرے)

رعایتی بات نہیں درست مانو پہچانو جس نے تجھے اشرف المخلوقات بنایا وہ تیری تسبیح کیوں نہ کرے۔

ن:۔

نہیں کوئی ثانی اسدا بھینگا سوچیں دوجا دِسدا
بھرم مٹاوے مرشد جسدا ہوجاوے وہ سونا مس دا

بھرم: (وہم)، مس: (تانبا)

وہ لاشریک ہے۔ جو دوسرا دیکھتا ہے دراصل اس کی بینائی میں فرق ہے اور وہ بھینگا ہے شیخ جسکا یہ وہم ختم کر دیتا ہے وہ تانبے سے سونا بن جاتا ہے۔ یعنی کم قیمت سے اصلی قیمت والا بن جاتا ہے۔

و:۔

وحدت سرغوطہ کھا بَو نڈر ہو کے بحرِ سما
طالب فوق سب نیر بجھا آپ ہے موج آپ دریا

دریائے وحدت میں غوطہ لگاؤ بے خوف ارض وسما میں سوچ بچار کرو۔ دریا اور اس میں موج ایک ہی چیز ہے اور ترقی کی طلب کرو۔

ہ :۔

ہادی کے چرنے لاگ سُرت سنبھال غفلت تیاگ
تاتوں سُنے اگھم کا راگ پرگٹ اگر تیرا بھاگ

چرنے: (پاؤں)، سُرت: (عقل)، تیاگ: (چھوڑ)، اگھم: (چھپا ہوا، پوشیدہ، مطلب اللہ تعالیٰ)، پرگھٹ (واضح): اگر (خوشبودار لکڑی، اگربتی)

شیخ کے نقشِ قدم پر چل اس کے کہنے کے مطابق عمل کر غفلت چھوڑ دے عقل سے کام لے پھر تجھے سازِ وحدت سُنائی دے گا، تیری قسمت واضح اچھی ہے۔

لا لا:۔

لہب اور وہی لہیب اُچرج ناز لہب عزیز
سمجھ بوجھ کر رَمنے غریب آپے دکھیا آپ طبیب

لہب: (شعلہ)، لہیب: (جلانے والا)، اچرج: (حیران کُن)، رمنے (چال پیروکار، سیر کرنا):

شعلہ اور شعلہ جلانے والا وہی ہے حیران کن بات ہے کہ شعلہ عزیز ہے سوچ لے کہ سیر گاہ بڑی عجیب د

جے میں تج کھوجے کوؤ پَرانی　　تب لہے الف تب پرانی

گیان شاہ جہان دوجے ناہیں　　ایک ایک سب ایکو ما ہیں

ایکو ، ناہیں دوسرا دوسر کہنا دوئی

بھیکھ دوسرا تو تب کہوں جو کہوں دوسر ہوئے

آدانت: (اول آخر)، سُرب: (ہر جگہ، نام)، دشٹ: (بُرائی)، لکھا: (پہچان)، تج: (چھوڑے)، میں: (من)، کھوجے: (تلاش کرے)، لہے: (پالے، حاصل کرلے)، کوؤ: (کوئی)، پَرانی (پران، ہندوؤں کی مذہبی کتاب کا نام اسی سے پَرانی، اس کتاب کا عالم یعنی مذہبی عالم): گیان (علم، دوریشی) شاہ جہان: (بادشاہی)، ایکو: (ایک ہی)، ناہیں: (نہیں)، دوسر: (دو)، دوئی (شرک)

الف: اول آخر باہر ہر طرف الف (اللہ) ہے اور کوئی نہیں، یہی الف (اللہ) ہر جگہ سمایا ہوا ہے یعنی اس کا جلوہ ہر چیز میں اور ہر جگہ موجود ہے۔ اگر کوئی من اور تو میں کھوج لگائے (تلاش کرے) وہی عالم (گیانی) ہے اور الف (اللہ) کا بھید حاصل کرے گا۔ گیان (علم) اور شاہی دو نہیں ایک ہی ہے اور ایک ہی میں ہیں وہ تو ایک ہے دوسرا نہیں اگر دوسرا کہوں تو دوئی ہو جاتی ہے اے بھیکھ اور دوسرا کوئی ہو تو دوسرا کہوں۔

ب

پِندی دھر آیو سوامی　　سادھو تَب سیں دوسر جامی

جِن دُوسر نے سبھ بھرمائے　　سدھ سادھو سادھ نہ نجانے

باندھے چھ چھتیں اکھاڑے　　بھول گئے مُکھ پکیں پواڑے

جو یہ مکھ تج کھوجے کائی　　نہچیں جیوں کاتیوں ہو جائے

جِن یہ مکھ تج کھو جیا پِندی بھرم بھُولائے

بھیکھ ملے تب الف میں من چل سدا مٹائے

"ب" سُوامی: (مالک، آقا، شوہر، بادشاہ)، گرو: (پیر، جوگی، حضور)، دوسر جامی: (دوسرا پیدا ہوا)، سِدھ: (ٹھیک، مکمل کرنا، کامل درویشی)، سادھو (پرہیز گار، نیک): مہاتما (جوگی، فقیر)، بھرم: (اعتبار، ساکھ، دھوکا)، بھرمائے: (اعتبار کرایا، راضی رکھا)، چھ چھتیں: (قسم قسم کے)، اکھاڑے: (کشتی

لڑنے کی جگہ)، محفل (دربار، حسینوں کا مجمع): مُکھ تج (اصل)، پواڑے: (گڑبڑ)، کھوجے: (تلاش کرے)، جیوں کا تیوں: (وہی اصلی)، من چل: (بیقراری)

"ب" اصل مالک ایک نقطہ لیکر (شکل بدل کر) آیا۔ اے سادھو (درویش) اس وقت سے دوئی پیدا ہوگئی۔ اس دوئی (دوسر) نے سب کو بھرمایا (دھوکا دیا) سادھو سیدھی بات نہیں سمجھتے مگر قسم قسم کے طریقے اختیار کئے مگر اصلی طرف آتے نہیں یہ سخت گڑبڑ میں آگئے ہیں۔ اگر کوئی اصلیت کی تلاش کرے تو جیسا تھا ویسا ہی پائے گا جس نے یہ اصلیت تلاش کی اور اس نقطہ کا وہم ہٹا دیا۔ اے بھیکھ وہ تب ہی الف میں شامل ہوں گے اور بے قراری ختم ہو جائے گی۔

ت

ت بندی ترِبھوں بنائے ترِ گن کے ترِ لوک بسائے
اس تَ کا کچھ مَرم نہ پایا تَ بندی سبھ کوں بھٹکایا
تَ بندی سے ترگن ہوئے یاتین تر دکھی ہو موئے
ت نت بندی جن کھوئی اُتّم گیانی سادھو سوئی

ت تُت اک بچارلے بھرم بھون ترِ پھوڑ
تب بھیکھا جیوں کا تیوں ہے ویسی سکلی ٹھوڑ

"ت" ترِ + بھُوں، تیرگن، تیرلُوک = سُورَگ + پرتھوی + پاتال: (کُل جہاں)، سُورَگ: (جنت)، پرتھوی: (دُنیا)، پاتال: (زمین کا سب سے نیچے کا حصہ، یعنی تحت الثریٰ، تینوں الفاظ کا مطلب ہے پوری کائنات)، مرم انت (اخری ٹھکانا، انتہا): بھٹکایا (بھلایا)، ٹھوڑ: (جگہ)، جیوں کا تیوں: (جیسا تھا ویسا ہی)، سکلی: (اصلی، ساری)، یا تین ترِ: (یہ تثلیت)، اُتّم گیانی (بہت بڑا عالم اور درویش)

ت کے نقاط نے ترِگن (کُل جہاں) بنائے اور آباد کئے دو نقطے لگا کر سب کو بھُلا دیا اور غلط راستہ ہو لیے اور اس کا ٹھکانا نہیں ملا۔ ان الفاظ سے ترِگن ہوگئے۔ یہی تین ترِ دکھی ہو کر ختم ہوئے وہی اعلیٰ درجہ کا عالم فاضل اور درویش ہے جس نے سمجھ کر اِن نقاط کو ختم کر دیا ہے۔ اگر وہم ختم کر کے ایک سمجھ لے پھر سمجھ آجائے گا وہ جیسا تھا وہی ہے اور بالکل ویسی ہی جگہ موجود ہے۔

ث

ث ہو ثانی بھیکھ بھر آیا یا تیں بھوندو جگ بھر مایا
بھرم انت لکیاویں بھیکھا ب ت ث کو ایکو لیکھا
لیکھا بندی میں ہو دونا ست گرو الف بتایا سونا
ثابت کیجئے ایکو ہوئی ث ثانی ثابت نہیں کوئی

ث ثانی نہیں ایک ہے انچھر بھیکھ نہ بھول
بھَورنگی گُل باس ہے جیوں آد ایک ہے مول

"ث "بھیکھ (بھے + کھ): (شکل ، بہروپ)، تَیں: (تُم) یہ لفظ کتابوں میں مختلف طریقوں سے لکھا ہوا ہے (i) یا تَیں یعنی یہاں پرتُو (ii) یا سیں یعنی اِس سے (iii) یا تین یعنی اِن تینوں سے، بھَونڈو: (بے وقوف)، بھرمایا: (دھوکا دیا)، لکیاویں: (چھوڑ)، لیکھا (تحریر، لکھائی): دونا (دُگنا)، ست گُرو: (شیخ)، سُونا: (صرف ایک)، انچھر : (جادو، پُر تاثیر بات، طنز، طعنہ)، بھورنگی: (طرح طرح)، گُل باس (پھولوں کی خوشبو، کیاری): آد (شروع)، مول: (اصل)

ث: ایک دوسرا بہروپ بدل کر ث ظاہر ہوا اور بے وقوف لوگ دھوکے میں آ گئے۔ اے بھیکھ سارے وہم ختم کردے تحریر میں ب ت ث ایک جیسی ہیں یہ لکیر صرف نقاط سے آواز بدل رہی ہیں اور دو نظر آنے لگتے ہیں مگر شیخ نے صرف ایک الف ہی بتایا ہے اگر ثابت کرنا چاہیں تو ایک پر آ جاتے ہیں دوسرا کوئی ثابت نہیں ہوا۔ اس پُر اثر بات کو مت بھولو دوسرا کوئی نہیں ایک ہی ہے قسم قسم کے پھولوں کی خوشبو ہے مگر جڑ ایک ہی ہے۔

ج

ج جنم بندی لے آیا بندی لاکے جیم کہایا
یہ بندی ہے جَم کی ماسی سبھ جگ گھوٹ کھایا بن پھاسی
جیم جات اِن بندی کھوئی سبھ ڈھونڈیں پی لہے نہ کوئی
سبھ موئے پھَس بندی دھاگے تے اپڑے جے گرو پگ لاگے

جیم جات اَت جگمگے بندی بھرم اندھیر
نگرے کارے رات ہے مگرے بھیکھ سویر

د

د ، روپ دھر دیئے بھُلائی بھُولے دال پکاریں بھائی
انچھر پر گھٹ سب کوں سوجھے آد بھید کوں کوءَ نہ بوجھے
اِت پر گھٹ یوں ویسے ناہیں چُھپ رہا سوٗر جیوں کرنوں ماہیں
چَوندک لگے کو مت دے پھیرے پڑ گئے سُدھ پر بھرمؔ اندھیرے
دال بھال مت بھولیو سب یہ دھوکھا نیچ
الف سوٗر جیوں چھپ رہا انچھر کرنو بیچ

روپ دھر: (شکل رکھ کر)، انچھر: (حروف، شکل، گفتگو)، کوءَ: (کوئی)، بوجھے: (سمجھے)، اِت (یہاں): پرگھٹ (صاف، واضح)، سوٗر: (سورج)، کرنوں ماہیں: (کرنوں کے اندر)، بھال: (سمجھ)، نیچ: (ادنیٰ، کمینہ، پاپی، نالائق)

د: دال کی شکل رکھ کر بھُلا رہی ہے۔ بھائی لوگ بھول کر دال پکار رہے ہیں، ظاہر پر سب کی نظریں ہیں اصلیت بھید کی کوئی نہیں سمجھ رہا۔ ایسا ظاہر نہیں ہے وہ اس طرح ہے جس طرح اصل سورج کرنوں میں موجود ہے۔ دیکھنے والے کی آنکھیں چوندھیا جاتی ہے اور اصل سورج کی بجائے کرنیں سمجھ آتی ہے اسی طرح عقل پر وہمی اندھیرے پڑ گئے ہیں۔

خبردار! دال سمجھ کر بھولنا نہیں یہ سب نالائق دھوکا ہے۔ اصلیت الف (ذاتِ حق) مخفی ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔

ذ

ذ ہو یارو ذکر جتایا کرنا اِت سب کوں فرمایا
کریں سب کچھ انت نہ پاویں کہہ کہہ باتیں جگ پر چاویں
کرت کرت جب آپ سیں بھاگے تب یہ جپ من کی من لاگے
لاگے من کوں رہے نہ بھرما تب جا بوجھے ذالؔ کا مرما

بوجھے مرم سو گیانی پورا نِس باسر نِت رہے حضورا

ذال مرم جس بجھیا سوذاکر پروان

جھک رہا سدا سمادھ مانہہ نِس باسر گلتان

جتایا: (بتایا، سمجھایا)، جگ: (دُنیا)، انت: (انتہا)، پرچاویں: (سمجھاویں)، مرم (اصلیت، مطلب): جپ (ذاکر)، سو: (وہی)، گیانی: (عالم فاضل)، بھرما: (وہم)، نس باسر: (رات رہنا)، سمادھ (مراقبہ): گلتان (مصروف)

اے دوستو! ذال بن کر ذکر سکھایا اور یہاں ذکر کرنے کا سب کو حکم دیا۔ ذکر کرتے ہوئے کوئی انتہا نہ ملے اور صرف قالؔ پر بھروسہ کریں۔ تاہم جب یہ ذکر اثر کرتا ہے۔ خودی ختم اور ذاکر موئثر ہو کر وہم ختم ہو جاتا ہے اور پھر ذال کی اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ اور جس کو اصلیت معلوم ہوتی ہے وہ عالم فاضل اور درویش ہے اور رات بھر حضوری میں ہوتا ہے۔ جس نے اصلیت سمجھ لی وہی اعلیٰ ذاکر ہے وہ دن رات مراقبہ میں مصروف رہتا ہے۔

ر

ر ہو رمتا رمتا ہو آیو رام، کہوں راون کہایو

اس رمے دھوکے بتھا نہ پائی یو سب رکھ راکھا مکھ لائی

نیارے نیارے بَرن دیکھائے بھَن بھَن سب مارگ لائے

کوؤ کہے رے کوؤ را را جانے اپنی اپنی سب کو ٹھانے

مانے کوؤ نہ آد کا لیکھا اندھروں جیوں کہیں ہاتھی دیکھا

دال ذال کہے، کہے رے را کوئی

بھیکھ بھلائے بھیکھ سب نیاری نیاری ہوئی

رمتا رمتا: (آہستہ آہستہ، کھیلتا ہوا، جھومتا ہوا)، رام: (مطیع فرمانبردار)، راون: (سری لنکا کا بادشاہ تھا)، رمے: (کھلاڑی)، بتھا (فرق): بَرن (اشکالی)، بھَن بھَن: (الگ الگ کرنا)، مارگ: (عمل انگیز)، رَکھ: (جائیداد)، راکھا: (جائیداد والا، نگہبان)

رے: (اردو تلفظ ر)، را: (عربی تلفظ را)، آد: (اصلیت)، لیکھا: (لیکھ، لکیر، لکھائی)، بھیکھ (بھے + کھ) تخلص

آخری مصرعہ اگر یوں لکھا جائے تو پڑنے میں آسانی ہوگی۔

بھے کھ بھلائے بھیکھ سب نیارے نیارے ہوئے

ر آہستہ آہستہ جھومتا ہوا آیا، کہیں مطیع اور فرمانبردار اور کہیں ظالم مالک کہلایا۔ اس کھلاڑی نے ظالم مظلوم، جائیداد اور رکھوالے میں فرق نہیں چھوڑا، سب کو الگ الگ چہرے دکھائے اور سب میں عمل انگیزی رکھ دی کوئی رے کہتا ہے کوئی را کہتا ہے سب اپنی اپنی بات کرتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ کہیں اندھوں نے ہاتھی دیکھا ہے اور اصلی لکیر کوئی نہیں سمجھتا۔ اے بھیکھ اشکال نے سب کو بھلا دیا ہے۔

ز

ز پرگھٹ ہو باجی لائی   سر بندی سوں زے کہائی
یہ بندی سبھ کوں بھلاوے   سر سُوں دُبدھا ہاتھ جماوے
سر سُوں دبدھا پھولی ساری   یاسیں سادھو بھیکھ نیاری
بندی جوگن کا من پاوے   زے زے جُر، یاں سادھ کہاوے
بندی جوگن کامنا پائی سرسنسار
کھیلت انچھر نام سبھ نیاری کہن پکار

ز: باجی: (بازی، کھیل)، سرسُوں: (اگر اس کو سرّ سوں پڑھا جائے تو اسکے معنی "بھید سے" اور اگر اسکو "سرسوں" پڑھا جائے تو تیل نکالنے کا بیج جسکا پودا سبز رنگ پھول پیلے ہوتے ہیں اور کھیت تمام پیلا نظر آتا ہے کہا جائے سرسوں پھول رہی ہے۔)، دُبدھا: (وہم)، ہاتھ جماوے: (اثر انداز ہو)، بھیکھ (بھے + کھ): (شکل)، کامن: (کا + من: دل)، جُر: (کشش، کھنچاؤ، وہ علم یا آلہ جس کے وسیلے سے بھاری بوجھ بآسانی اٹھالیں، گر ین، دشوار کام)، سادھ: (پرہیز گار، نیک)، مہاتما: (جوگی، فقیر)، کامن (کامنا، اس لفظ کا مخرج کامنی معلوم ہوتا ہے، خوبصورت، دل لبھانے والی)

ز ظاہر ہو کر کھیل جمالیا سر پر ایک نقطہ (وہم) رکھ کر ز کہلوانا شروع کر دیا۔ یہی وہمی نقطہ سب کو دھوکا دے رہا ہے اور ایک وہمی سرسوں پھیل گئی پھر ہر طرف پھیلی یہاں سے۔ اے فقیر اس کی شکل الگ ہوگئی۔ یہ نقطہ جوگیوں کا دل پاتا ہے اسی ز کی کشش سے پرہیز گار اور مہاتما کہلانے لگتا ہے یہ وہمی نقطہ ساری دنیا کے سر پر آگیا اور پھر ہوا یہ کہ سب انچھر (ذاتِ حق) نام لیتے ہیں مگر الگ کہتے ہیں۔ **نوٹ:** ایک نسخہ میں آخری شعر یوں لکھا ہے

بندی کامن جوگ ناپائی سرسنسار

جسکا مطلب یوں ہے کہ اس خوبصورت وہم کو تمام دنیا میں فقر اور درویشی نہیں یہ وہمی ذات حق کا نام لیتے ہیں مگر الگ رہتے ہیں۔

شین کہنے لگے اگر کوئی نقطہ کا وہم بھلا دے تو اے درویش کثرت سے وحدت میں آ جائے۔

وہم ختم ہو جائے ہر چیز حُلیہ (اشکال) اور اصل سب ایک (ذات) حق ہے۔ اے بھیکھ! سچے شیخ کی خدمت کریں جو تمام خفیہ راز وضاحت سے سمجھا دیتا ہے۔

ص

ص بھید میں آد جو آیا — سبھ سادھو مل کر ناد بجایا
باجیں ناد گھُریں پنجتورے — بھاجیں کائر لڑیں جو سُورے
جیوں جیوں دُھن سُن لگے خماری — تیوں تیوں آگے چلیں بھکھاری
سُن مکھ چھل بلے کہاویں — ہٹیں نہ پاچھے اگوں دھاویں
آگو آگو آپ سیں جانہیں — دُھن چھاڈ پڑیں سُن مانہیں

سُن گیئے، گئی دُھن، نہیں رہی بچار بچار
سُن پریو سونو بھیو بھیکھ نہ بھور سنہار

آد: (اصل ذاتِ حق)، ناد: (باجا)، گھریں پنجتورے: (مغنی سے گانے کے لئے استعمال میں آنے والے ساز)، بھاجیں: (میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں)، کائر (بزدل): سورے (بہادر)، دُھن: (خیال، راگنی)، سُن: (خاموشی)، سُن: (بے حرکت، خاموش، چپ چاپ، مقام حیرت)، خمار: (نشہ)، مانہیں (اندر) سُن مکھ: (یہ لفظ دراصل سمکھ ہے، مقابل، روبرو، اس کو سرمکھ بھی بولا جاتا ہے)، چھل بلے: (چالاک)، پاچھے: (اُلٹے، پیچھے)، اگوں: (آگے)، دھاویں: (بڑھیں)، سونو (سونا): بھور (صبح)، سُنہار

ص: اصل جب ص کے بھید میں آیا تو درویشوں نے ملکر باجا بجایا (اعلان کیا) اور مختلف طور طریقوں سے علان ہوا اور سننے والے اس سمت متوجہ ہوئے اسی سُن کے اعلان سے اثر پیدا ہوا اور خمار پیدا ہونے لگا ورشوقین اس طرف بڑھتے رہے اور آگے ہی بڑھتے گئے اور پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیا۔ محفل حضوری والے چھل بلے کہلائے اور آگے بڑھتے پھر قال چھوڑ کر سُن کے مقام پر آ گئے۔ (حال میں آ گئے)۔

اَب مقامِ حیرت میں قال ختم اور بچار بھی ختم اور اس مقام میں اصلیت ہوئی اور اے بھیکھ وہاں حالاتِ یکساں ہے، صبح نہ رات۔

ض

ض بھیو ضد دُوجی یارو یاسیں دُبھدا سیس ابھارو
ض ص سیں بندی کینا ٹھاکر پکڑ بیگا ری لینا
نیچ بھے کھ لے کھیلو راجا باتیں کرت بگاڑے کاجا
آپے راج جو نیچ سداوے ڈرتا کوڑ کیسن بتاوے
اٹ پٹ بات بکٹ یہ کھیلا گرو پر شاد لہے کوء چیلا
راجا نیچ کہایو کہہ نہ سکے اب کوئی
کہے سو سورے دیجئے کوکھ ہری ہوئے

اَٹ پٹ: (مشکل)، باٹ: (راستہ)، ٹھاکر: (مالک، حاکم)، بھیکھ (بھے + کھ): (شکل)، کوڑ کیسن: (غلط گفتگو)، دُبدھا: (وہم)، گُرو: (شیخ، پرشاد، تبرک)، کوکھ ہری ہوئے: (سہاگن ہونا، کسی مؤنث کا مذکر سے ملاپ کے بعد حمل ہونا، امیدواری ہونا)

اے دوستو! ض ایک اور ضد (متضاد) بنااور اس طرح اپنے اوپر ایک اور وہم رکھ لیا۔ ص پر ایک وہمی نقطہ رکھ کر ض بن گیا اور حاکم سے محکوم بن گیا بادشاہ تھا اس نے نیچ یعنی تیسرے درجے کے لوگوں کا لباس پہن کر (وحدت سے کثرت میں آگیا) اور کثرت والے کام شروع کر دیئے عجیب گفتگو کرے اور معاملات خراب کر دیئے۔

راجا خود ہی نیچ بنا بیٹھا ہے اِن معاملات کو کوئی مُریدا پنے شیخ سے بطور تبرک سمجھے۔ اب حالت یہ ہے کہ کثرت میں آ کر نیچ کہلا رہا ہے مگر کوئی کہہ نہیں سکتا۔ صرف صرف وہی کہہ سکتا ہے جو مرشد سے تعلق قائم کر کے اپنے اندر خوبی پیدا کرے۔

ط

ط تُت طالب برلا ہوے تت لہے دُبدھا کھووے
اِت دبدھا موندیو سنسارا چھاڈیو ترن نہ بوڑھا بارا
مونڈا اور مکھ کالا کیا آد گاؤں تے کاڈ جودیا

اِت بھٹکے پھر گاؤں نچاوے بن آگوں کہوں تھاؤ نہ پاوے
اگوں ست گرو چاہے آد گاؤں لے جائے
پھر نہ بھٹکے بھیکھ کوں تت نج ہوجائے

ط: تَت: (معرفت)، لہے: (اختیار کرے)، کھووے: (ختم کردے)، موندیو: (چھپالیا)، بارا (پانی کا چرس کھینچتے وقت کا راگ یا گیت، بوڑھے کی مرنے کی روٹی): ترن (جوان)، کارا: (کالا)، آد گاؤں: (لامکان)، نج: (ذاتی اپنا)

ط: چاہنے والا کوئی کوئی ہو جو معرفت کے لئے تمام وہم ختم کردے۔ اس وہم نے دنیا میں اک پردہ ڈال دیا اور بوڑھا جوان اس نے گھیر لیا کوئی نہیں چھوڑا۔ جب کرت کا پردا پڑا تو کلنک کا ٹیکہ لگ گیا اور پھر لامکاں سے نکال دیا اور بھٹکتا رہا۔ اصل مکان نہیں ملتا ہاں آگے جانے کے سوا کوئی جگہ نہیں اور یہاں سب کو گرو (مرشد) کی ضرورت ہے جو لامکاں پر لے جائے پھر نہیں بھٹک سکتا اور پھر اپنا مقام حاصل کرسکتا ہے۔

ظ

ظ ظاہر ط سے ہو آئے ظ ظاہر دھوکے بتھانہ پائے
بتھا نہ پائے سب بھرمائے بھری ط ، ظ کہتے آئے
کہہ کہہ مُوئے اور مر مر جائیں ظ تت بھری بوجھے نا ہیں
بوجھے کوئ نہ ظ کا گاتا جیوں کدلے مدھ پات و پاتا
انچھر پر گھٹ پات ہے کدلے انچھر جات
کیسے کوئ لے سکے پات پات میں بات

ظ: بتھا: (فرق، دوری)، تَت: (الف کی معرفت)، مدھ: (سنسکرت زبان کا لفظ مطلب شربت، عنفوانِ شباب، مستی، نشہ، خوشی، غرور)، کدے: (کیلا)، پات و پاتا (ہر پتے میں): کیس (کِسے)، کوئ: (کوئی)

ظ: ظ کی شکل میں اصل ط ہے۔ ظاہر میں دھوکا ہے مگر دراصل فرق نہیں اور جُدا نہیں کہا جاسکتا تاہم سب وہم میں آگئے اور وہی لوگ ط کو ظ کہتے رہے ہیں۔ یہی پکار پکار تھک گئے اور ختم ہوگئے وہی لوگ ظ کی

ف: ڈارے: (ڈال کر، لے کر)، شانت: (چین، آرام)، مہا: (بڑا، زیادہ)، ڈلاوے (جھولا جھلا دے، ڈانواں ڈول کرے)، بھرمت (بھرم میں، خیال میں): سُوانا (کتا)، اکارت: (بے کار)، دھاوے: (کوشش کرے)، مدھ باٹ: (راستہ کے درمیان)

نقطہ لگا اور سوچ میں ڈال دیا گھر والے اور باہر والے سب سوچ رہے ہیں خوب سوچ رہے ہیں اور چین نہیں آتا بلکہ اسی قدر زیادہ ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔ دل پریشان مگر معاملہ سمجھ میں نہیں آرہا جس طرح دھوبی کا کتا وہم میں رہتا ہے اور بے کار کوشش میں بھاگتا ہے نہ گھر کی رکھوالی کرتا ہے نہ گھاٹ کی۔ نقطہ کے وجہ سے وہم ختم نہیں ہونا اور مثال درست ہے کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، درمیان میں راستہ بھول گیا۔

ق

ق بھیو بندی کے سنگا آگو آدمیں آد کے رنگا
بپتا یہ بندی نے ڈاری ٹھاکر سیں کینو سیناری
اب سینارمیں ات پچھتاوے چاہت ہے پھر الف میں جاوے
جان ندیت ہے بندی یارو ڈھینگر بھرم کی کاڈے یارو

بندی بیادھ کے ڈھینگری لاگی لاوے پاپ
پھر پھرا ینچے پران کوں پھرن دیت نہیں دھاپ

ق: بپتا: (مصیبت)، ٹھاکر: (دیوتا کی تصویر، مالک)، سوامی: (سردار، مالک، زمیندار ایک عزت کا لفظ)، سینسار: (دنیا)، سینساری (دنیا دار، غریب): جان ندیت (جان نہ دیت، جانے نہیں دیتی، چھوڑتی نہیں)، ڈھینگر: (سوکھی ہوئی کانٹے دار لکڑیوں کا چھاپہ)، بیادھ: (جھگڑا فساد)، پران زندگی: (سانس)، اوّل: (ینچے، کھینچ)، پھرا پھر (چکر دیکر)، لاگی (بیگاری، نوکر)

ق: نقاط والا ق پہلے سے ایسا ہی تھا اب ان نقاط سے شکل پیدا ہوئی کہ مالک زمیندار اسے غریب کر دیا۔ اب دنیا میں افسوس کر رہا ہے اور خواہش ہے کہ پھر اپنے مقام پر جائے مگر دوستو! یہ وہی نقاط اسے جانے

نہیں دیتے اور وہی کانٹا نہیں نکل رہا۔ یہ وہی کانٹا فساد ہے غریب (لاگی) مجرم ہو رہا ہے۔ چکر دیکر زندگی کھینچ رہا ہے مگر وہی لالچ نہیں آنے دیتا۔

ک

ک ہو کال کا روپ جو لیایا　　جگ بھوندو سب چن چن کھایا
ک کا بھید کوؤ کرمی بوجھے　　بن کھانڈی نس یاسر جوجھے
جو جھے سن مکھ مر مر جیوے　　بھید لہے امرت نت پی وے
امرت پیوے امر جو ہووئے　　کال مول کوں سادھو کھووے
کّ کال انجان کوں جانت جیوں مول
کّ بھید نج بوجھ لے انچھر بھیکھ نہ بھول

ک: کال: (موت)، روپ: (شکل)، بھوندو: (بے وقوف)، کرمی: (قسمت والا)، بن کھانڈی (تلوار کے بغیر): جوجھے (لڑے)، سموکھ: (سن + مکھ، سامنے)، امرت: (آبِ حیات)، امر: (زندہ)، نج: (اصلیت)، بھیکھ (بھے + کھ، شکل)، جیون: (زندگی)، انچھر: (مراد ذاتِ حق)

جب موت (کال) کی شکل اختیار کی اور بے وقوف دُنیا ایک ایک کر کے کھالی۔ اس کّ کی (اصلیت) کوئی قسمت والا ہی سمجھ سکتا ہے جو بغیر تلوار کے لڑائی میں آمنے سامنے ہوتا ہے اس طرح زندگی کا راز سمجھ لیتا ہے اور آبِ حیات ہر دم پیتا ہے اور مر مر کے زندگی پاتا ہے آبِ حیات پی کر دائمی زندگی حاصل کر لیتا ہے اس موت کی اصلیت درویش ختم کر دیتا ہے۔ ناواقف موت کو زندگی کی اصلیت سمجھتے ہیں۔ یہ بھید سمجھ لے کہ حقیقی شکل کو نہیں بھولو۔

ل

ل بھیو اب لوبھ دکھایا　　اس دھوکے سب جگ بھرمایا
بھولیں لالچ لاگیں جانہیں　　لّ کہیں نج بوجھیں ناہیں
بوجھ نہ سکیں مول ڈھنگ کھویا　　لّ ل کر جنم بگویا

اب کیا کرے کہو بھکھاری لوبھ، لاج پت کھوئی ساری

ل دیکھ مت بھولیو بھیو آد کا مول

بھیکھ بیج سوں جانئے ڈال پات اور پھول

ل:لوبھ:(لالچ)،بھرمایا:(لبھایااور بھلادیا)،نج:(اصل)،ڈھنگ:(طریقہ)،جنم (زندگی):بگویا(بدنام کیا)،لاج پت:(عزت)،مول:(اصل)،آد:(اصل ذات)،بھکھاری:(بھیکھ کو ماننے والا)

ل: کی شکل میں ظاہر ہوااور اس دھوکے میں ساری دنیا آ گئی۔بھول کر لالچ میں آگئے اب لالچ (ل) ہی ذہن میں ہے اور اصلیت نہیں سمجھتے تلاش کا طریقہ گم کر دیا اور لَل (لالچ) پکارتے ساری زندگی ضائع کر دی مگر تلاش نہیں کر سکے۔

اے بھکھاری! اب کیا کریں لالچ نے ساری عزت برباد کر دی۔بھیکھ بیج سے پتوں اور پھول کا اندازہ ہو جاتا ہے ہوشیار ہو جا لالچ کی وجہ سے اصل بات مت بھول۔

م

م بھیو جاسیں مَیں ہوئی میں لاگی سدھ بدھ سب کھوئی

اِن مَیں لُوٹی چوپٹ یارو سد سادھو مُنِ پھرت پکارو

مانے نانہہ پکار ہنکارا بن کھانڈی آن سب جگ مارا

سب مارے مَیں موئی نہ سادھو اِن میں سب جگ چُن چُن کھایو

بن گرو یہ میں جائے نہ ماری گرو پگ لاگو بھیکھ بھکھاری

میں میری کوں مار کے میم مرم نج پائی

بھیکھ نہ یہ میں مرت ہے بن لاگے گرو پائی

م:جاسیں:(جس سے)،مَیں:(خودی،تکبر)،سدھ بدھ:(عقل)،گرو:(شیخ،پیر)،پگ(پاؤں):مَرم(مطلب)،نج:(اصلیت)،پکار ہنکار:(شور کیا)،کھانڈی:(تلوار)،سادھو:(درویش،شیخ)

م بن کر مَیں (انانیت) ظاہر ہوئی اسی وجہ سے تمام عقل و دانش گم ہو گئی۔کوئی منت سماجت نہیں مانتی اور

ہ مٹے تب الف کوں پاوے ستُ ناتی پرلوں ہو جاوے

میٹے ہاوا مٹے بوجھے الف اکاوا

ستُ ناتی پرلوں سبھی، لاگے بھیکھ سمادھا

ہ: باجی: (بازی، کھیل)، چھب: (شکل)، ہتیاری: (قاتل، گناہ گار عورت)، سبھنس: (بہت سارے، ساری دنیا)، کوتک (کوتنگ، کارنامے): بن بیاہی (بغیر شادی کے)، پرلوں: (نیستی، خاتمہ ہونا)، ہاوا: (بنّا، دولہا، خرابی کی جڑ)، ستُ ناتی: (پوتے نواسے)، سمادھا: (مراقبہ، یکسوئی)

ہ نے ایک گول نقطہ کی شکل میں ظاہر ہو کر ایک کھیل کھیلا ساری دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ یہ ایک بدکار عورت کی طرح ہے جس کی شادی نہیں اور کنواری ہے اور اسکی سینکڑوں اولاد ہے اس نے خوب حیران کن کام کیا کنواری نے ساری دنیا آباد کر دی ہے۔

درست بات یہ ہے کہ یہ ہ (وہمی نقطہ) ختم ہو جاوے تو اس کی اولاد بھی ختم ہو جائے گی پھر صرف الف (ذاتِ حق) ہی رہ جائے گی۔

ہاوا (خرابی کی جڑ) ختم کر دو تو تمام ختم ہو جائیں اور الف رہ جائے تمام الائیشیں ختم اور بھیکھ یکسوئی اور مراقبہ میں ملاقات کرے۔

ی

ی پرگھٹ ہو سب بورائے ی بندی تھک لاد دکھائے

ی کہو جو گر آد مناؤ ی اچھر کے بھید کوں پاؤ

سب اچھر میں کھیلتا آیا آد الف آپ ہے جو کہایا

الف ہے ٹھاکر بھرم بڈارو سبھ اچھر میں الف نہارو

سبھ اچھر میں الف ہے اچھر الف کے مانہہ

الف الف سبھ الف ہے، بھیکھ اور کچھو نہہ

ی: پرگھٹ: (ظاہر)، بورائے: (بھورائے، حیران ہوئے)، آد: (اصل ذاتِ حق)، اچھر: (صورت)، بھرم (وہم): بڈارو (تمیز کرو)، نہارو: (نکالو)، تھک لاد: (ایسی دلدل جو سوکھنے کے نزدیک ہو، ڈھیلا

جما ہوا دہی پگھلی ہوئی جو سوکھ رہی ہو، تر گیلا)، اچھر: (انچھر، پُر تاثیر بات جسکا دوسرے پر اثر پڑے) ی (یا) خشک تر میں ظاہر ہو کر سب کو حیران کر دیا اور اس کا ورد کرتے اصل گرو (اللہ تعالیٰ) کو منالو اور اس طرح کی شکل کا بھید پالو۔

یہ سب اشکال میں موجود ہے جب وہم (بھرم) ختم کر دو تو معلوم ہوگا کہ الف سب کا سردار (اونچا) ہے اور ہر شکل میں الف موجود ہے۔

اے بھیکھ! سب اشکال میں الف ہے اور الف میں سب اشکال ہیں اور کوئی چیز نہیں۔

سب اچھر کوں کھوج کے بوجھا الف ندان

دھن مالی اور واہ گُرو جن یہ دییو گیان

چشتی آد سیں چاندنا ایسو اور نہ کوئی

سب جگ روشن ہو رہا اندھیرا کیسی ہوئے

کھوج: (تلاش)، بوجھا: (سمجھا)، ندان: (بے سمجھ، آخر کار)، دھَن: (آفرین، مال و دولت، جاندار، برج قوس، منطقۃ البروج)، دھن (توپ کی آواز، نصیب، طالع): مالی (حضرت میراں بھیکھ کے شیخ حضرت شاہ ابوالمعالی جنکا مزار مبارک انبیٹھہ ضلع سہارنپور میں ہے)، واہ گُرو: (شیخ کا مقام بہت اونچا ہے)، گیان: (اللہ تعالیٰ کی شناخت کا علم)، آدسیں: (شروع سے)، ایسو: (ایسا)، کیس (کس طرح)

سب نشان (اچھر) میں تلاش کرنے کے بعد آخر الف کو تلاش کر لیا میرے شیخ حضرت ابوالمعالیؒ پر ہزار آفریں جو بہت طاقتور اور طالع مند ہیں جنہوں نے مجھے خداشناشی کا علم و فضل عطا فرمایا۔

خواجگانِ چشت اہلِ بہشت جیسی آشنائی اور روشنائی جو ہمیشہ سے ہے اور کہیں نہیں۔ سارا جہاں روشن ہو رہا ہے اندھیرا کس طرح ہو سکتا ہے (نہیں ہو سکتا)

اچھر کھوجے بھگت پرانی اچھر کھوجے ہووے گیانی

اچھر کھوجے برلا کوئی جس کا ست گرو سانچا ہووے

اچھر کھوجے میر محدّی جا کی چھون ہے چوں حدی

اچھر کھوجے خواجہ پیرا جاسیں ہے سب جگ دھیرا

اچھر کھوجے ست گرو مالی جاسیں بھئے گیان کی چالی

اچھر کھوجے مآلی دیوا

جا کی تین ترلوک میں سیوا

بھگت پرانی: (عالم فاضل)، چھوں: (چھاؤں)، ادھیرا: (وحشی جانور)، جو رام ہو گیا: (وہ شخص جس کا غصہ اُتر گیا ہو)، دھیرا کرنا (نرم کرنا، باتوں سے غصہ نرم کرنا): میر محدی (میرِ محلّہ، محلّہ کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنے والا، محلے کا سردار، سید، تاش کا بادشاہ)

اصل نشان کی تلاش میں کوئی عالم فاضل (بھگت گیانی) یہی کر سکتا ہے جو تلاش کرے وہی عالم اور فاضل ہوتا ہے۔ کوئی کوئی جس کا شیخ کامل ہو وہی تلاش میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ ان نشانات کی تلاش سردار جس کی چھاؤں ہر سمت پڑتی ہو کرتا ہے یعنی باعزت ہو۔

یہ تو میرے خواجہ پیر ہی تلاش کر سکتے ہیں جن کے سامنے ہر مشکل کام آسان ہے میرے شیخ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ جن کی وجہ سے علم و فضل میں ترقی ہو رہی ہے تلاش کر سکتے ہیں۔

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ ایک ایسا چراغ ہیں جن کی عزت و خدمت زمینوں اور آسمانوں میں کی جاتی ہے وہی اسی نشان کا بھید لگاتے ہیں۔

دھن مالی جن کھوجیو سب اچھر کوں گیان

جھک رہے سدا سمادھ میں نِس باسر گلتان

آ گو اتم گیان کے سب گُن میں بھرپور

گُرو مالی سوُں اور نہ جن پگ بھیکھا تھوڑ

آدیس ہے گرو آد کوں، جاکو مالی نام

ہیں گرو جو جگت میں سب کوں بھیکھ سلام

گیان: (علم و فضل)، نس باسر: (رات گزارنے والا)، گلتان: (غلطان)، پیچ و تاب میں: (غور و فکر

آپ مرے گرو مارگ پاوے
نِسدن پانچوں چشت مناوے
لاگے معالی دوار پربھو.جی
میں تورے بلہار پربھو.جی میں تورے بلہار

جن لوگوں ست گر مانا
ہرْ مندر کینا اشنانہ
دینو سب رکھ تار پربھو.جی
میں تورے بلہار پربھو.جی میں تورے بلہار

تو ہی صاحب دھرن آکاشا
تیرو ہر رنگت میں باسا
تیرو نام آدھار پربھو.جی
میں تورے بلہار پربھو.جی میں تورے بلہار

معاؔلی بھیکھ کو اپنا جانو
اوگن ہمرے گُن کر مانو
تب ہو نیا پار پربھو.جی
میں تورے بلہار پربھو.جی میں تورے بلہار

بلہار(واری جانا،قربان ہونا)۔ پربھو(خدا،ایشور،مالک،آقا،ہندی زبان کا روزمرہ ہے۔ یہاں حضرت محمدﷺ کی ذاتِ گرامی کیلئے اِستعمال ہے)۔ پرتھم (ابتدائی)۔ پریم (محبت)۔اگھم کہانی (خفیہ کہانی)۔ پرگھٹ (واضح،کھلم کھلا)۔اندھ نگر(عالمِ جبروت اورعالمِ ہاہوت سے قبل کا کارخانہ،فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرِفَ سے قبل کنزِ مخفی کا زمانہ)دیوا جالا (روشنی پھیلی،اس شعر میں تخلیقِ آدم سے پہلے کا اشارہ ہے)۔سنسار (دنیا)۔تین تلوک (ترلوک،تربھون،تربھَ وَنْ ،تینوں لوک یعنی لوک جہاں،تینوں جہاں،۱۔سُورگ ۲۔پرتھوی ۳۔پاتال مراد کل جہاں،تمام مخلوق ،ہندوؤں کا روزمرہ ہے)۔لولاکی (حدیث مبارکہ اے نبیﷺ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں زمین آسمان اور اپنے کو بھی ظاہر نہ کرتا)۔ ٹھاکر(سردار،مالک)

۔داسی (غلام،نوکر)۔کرپا (مہربانی)۔گت (نجات،درستی)۔مہامورت (اللہ تعالیٰ کا میلہ، ملاپ)۔ مارگ (عمل انگیز)۔پانچوں چشت (حضرت خواجہ معین الدین اوران سے قبل خاندانِ چشتیہ کے بزرگ حضرت ابواسحاق شامی تک)۔گن (اچھے کام)۔اوگن (غلط کام)

میرے آقا حضرت محمد ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔اللہ تعالیٰ ایک خفیہ خزانہ تھا سب سے پہلے اسے محبت کی کسک ہوئی اور چاہا کہ آشکار ہو جاؤں اور معبود کہلاؤں بس اس نے عبدہٗ حضرت محمد ﷺ کو پیدا کر دیا۔اے آقا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔

خفیہ خزانہ یوں تھا جیسے اندھیرا علاقہ،اس میں محبت کی روشنی ہوئی اور وحدت کے سمندر میں طلاطم آیا اور اس اپنے عبدہٗ کے لئے سارا جہاں پیدا کر دیا۔اے آقا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔

اے لولاک کے تاج والے سردار آپ کو دین اور دنیا کی عزت دی گئی اور سارے جہاں کو آپ کے ماتحت کیا۔اے آقا میں آپ کے قربان ہو جاؤں۔

اے آقا ہم مانتے ہیں کہ آپ ہمارے سردار اور ہم آپ کے غلام ہیں۔آپ کی مہربانی کے بغیر ہماری نجات نہیں ہوگی۔آپ بہت مہربان ہو۔

اگر کوئی اپنی شناخت کرے یعنی عرفانِ نفس کرے،صرف وہی اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکتا ہے ایسے شخص کے لئے ہمیشہ کامیابی ہے اور ناکامی نہیں۔آقا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔

عرفانِ نفس کے لئے **مُوتُو قَبلَ اَنْ تَمُوْتُو** ہو اور شیخ کریم کی ذات اس علم میں بطور عمل انگیز ہے۔ خواجگانِ چشت اہلِ بہشت کی رہنمائی حاصل کرے اور حضرت شاہ ابو المعالیؒ (موجودہ شیخ) کے دروازے رہے۔

اے شیخ کریم حضرت شاہ ابوالمعالیؒ اپنے مرید شاہ بھیکھ کو اپنا غلام سمجھیں میرے خراب اعمال کو ہی اچھا سمجھیں تب ہی ہم اس سمندر کو پار کر سکیں گیں۔

نعت

نام محمد ﷺ جپت ہوں جن کی سب گلزار
جن کے نور سے جگت مانہہ پھولی بہار
باغ لوایو پنجتنی مالی بھیو رسول
اس مالی کے باغ مانہہ حسنؓ حُسینؓ دو پھول
مالن لیائی سہرا مالی لیایا پھول
رَل مِل گوندو سکھی ری پہنیں نبی رسول

جَپنا (ورد کرنا)۔ جپت ہوں (ورد کرتا ہوں)۔ گلزار (باغ، یہاں مراد ساری دُنیا کا باغ)۔ جگت (دُنیا) میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اسمِ مبارک کا ورد کرتا ہوں کیونکہ انہی کی وجہ سے یہ دُنیا آباد کی گئی ہے۔ اور انہی کی وجہ سے دنیا کی بہاریں اور ترقیاں ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے پنجتن پاک ایک باغ تیار کیا اس کی آبیاری نگہداشت خود فرمائی اور اس میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جیسے خوبصورت اخلاق و کردار کے حامل اشخاص (پھول) آئے۔

مالی اور مالن نے مل کر پھول اکٹھے کئے۔ اری سہیلیو! گل دستے بناؤ حضرت نبی رسول اللہ ﷺ کو پیش کرنا ہے۔

منقبت حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

معین الدین، معین الدین، معین الدین

رٹت ہوں دن رین خواجہ	تم بڑو پیر جگ دھیر خواجہ
نام کے جپت سے کپٹ سب مِٹت ہے	کٹت سب پھند ہو کرم خواجہ
دین اور دُنی میں موج سکھ دیت ہے	ہند پَت پیر تم ولی خواجہ
کام کرودھ لو پرلو بھے ہے	گئے سب بھرم ہو کرم خواجہ
معین الدین بھیکھ کو بھیکھ دے	رہے درست ایمان اور رہے لاجا

رٹتا ہوں (ورد کرتا ہوں)۔ دن رین (دن رات)۔ جپت (جپنا)۔ کپٹ (ک + پٹ) یعنی فریب، دھوکا،

عارفانہ کلام

ہَر نے ہَر میں دھوم مچائی ذات صفات میں آئے سمائی
دیکھو آدم کی چترائی اپنی مورت آپ بنائی
قاضی پَنڈت کی مت ہینی پوتھی پڑھ پڑھ تھوتھی کینی
مَــن عــرَف کی سُدھ نہ لینی ایسی اُلٹی بُدھ بھورائی
مکے جا حاجی کہلاویں ہندرا بَن مانہہ گنواں چراویں
لنکا چڑھ کے ناد بجاویں ہو ! میاں رانجھا الکھ جگائی
پرتھم نام اَحد دھر لینا میم ملا پھر احمد کینا
موہن دے کے من ہر لینا سانچ کہوں موہے رام دُھائی
بُہتا ہم نے کیا پریکھا بھیکھا اس کا انت نہ لیکھا
جس کو دیکھا اُس کو دیکھا یار ملا تو ملا ہر جائی

ہَر (کثیر استعمال لفظ ہے ہندی زبان میں مذکر ہے یعنی بھگوان، خدا اس کے مختلف مرکبات بنائے جاتے ہیں، ہَری، ہَرے، ہر بھگت، ویشنو کی پوجا کرنے والا، ہر بھجن ویشنو کی عبادت، ہَر ہَر ہندووں کا نعرہ، ہَر ہَر جپنا پرایا مال اپنا، بددیانت ہندوؤں کا مشہور مقولہ)

ہَر (فارسی اور اردو زبان میں مجموعہ افراد میں فرداً فرداً ذکر کرنے کیلئے بولا جاتا ہے۔ ہر شخص ہَر ہَر فرد اہلِ زبان سے جمع کیلئے نہیں بولتے جیسے ہَر لوگ آئے۔

چترائی (چالاکی)۔ مورت (تصویر، شکل)۔ قاضی پنڈت (مذہبی علماء)۔ مَت ہینی (کمزور عقل)۔ پُوتھی (مذہبی کتابیں)۔ تھوتھی (اصل لفظ تھوتھا، کھوکھلا، اندر سے خالی، مہمل، بے کار لغو)۔ تھوتھی بات (مہمل بات، بے معنی بات)۔ مَنْ عَرَفَ (مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی جس نے عرفانِ نفس کرلیا اس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا یہ بات بہت ضروری ہے)۔ مکہ (مسلمانوں کا مقدس شہر جسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے آباد کیا، آخری الزماں نبی اکرم ﷺ کا مولد ہے۔ یہاں خانہ

کعبہ ہے۔ مال دار مسلمان کو یہاں جا کر مقررہ ایام میں طریقہ کے مطابق عبادت یعنی حج کرنا ضروری ہے)۔ بندرابن (غالباً مرکب ہے بندر + بن، ساحلی جنگل، یہاں مراد ہندوؤں کا وہ مقدس جنگل جہاں پر کرشن جی مہاراج نے گائیں چرائی، یہ اِسی وجہ سے متبرک سمجھا جاتا ہے اسی جنگل کا ذکر کیا گیا)۔ لنکاہ (سری لنکاہ سیلونِ بحر ہند کے جنوب میں جزیرہ ہے ہندوؤں کے متبرک مقام یہاں کے راجہ راون سے رام چندر جی نے لڑائی کی اور فتح حاصل کی جو ایک نیکی کا کام شمار ہوتا ہے)۔ رانجھا (پنجاب کی لوک کہانی کا مرکزی کردار جو سچی محبت کے لئے امارت چھوڑ کر فقر اور درویشی اختیار کرتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے)۔ الکھ (ہندو سادھوؤں کا باجا جو منہ کی پھونک سے بجایا جاتا ہے)۔ پرتھم (ابتدا، شروع)۔ موہن (موہنے والا، کرشن جی کا لقب، خوبصورت)۔ مَن (دل)۔ چالیس سیر وزن۔ سانپ کا مہرہ (اسی سے منکاہ)۔ رام دہائی (خدا کی پناہ)۔ بُہتا (بہت زیادہ)۔ انت (آخری کتاب)۔ لیکھا (شکل)۔ ناپ تول (لین دین)۔ لیکھا کرنا (حساب کتاب کرنا)، ہرجائی (وہ چیز جو ایک جگہ قرار نہ پکڑے، وہ شخص جو آج اسکے پاس کل اُسکے پاس، بے وفا، بے مروت، کوچہ گرد)

اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر اپنی صفات کے ذریعے دھوم مچا رکھی ہے۔ اصل ذات کا اظہار صفات سے ہو رہا ہے۔ وہ ان میں جلوہ گر ہے۔ مختلف تضادات کا اظہار بھی اسی ذات کا ہے

خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَى صُوْرَتِهٖ آدم کی ہوشیاری کا اندازہ لگاؤ کہ اس نے اپنی شکل آپ ہی اپنی منشاء کے مطابق تیار کی۔

مختلف اقسام کے علماء اور اہلِ دانش کی فہم اس معاملہ میں مکمل نہیں ان کی تعلیم اس لحاظ سے بے معنی، گو کتابیں بھی پڑھی مگر عرفانِ نفس کی طرف نہیں آئے پڑھا اور عمل نہ کر سکے۔ اُن کا عقل و شعور اس معاملہ میں اُلٹی تاویلات کرنے لگ گیا۔ آپ فریضۂ حج ادا کرلیں اگر آپ غیر مسلم ہیں تو کرشن جی مہاراج کے طریق پر بندرابن میں گائیں چرائیں یا سری لنکا جا کر تاد بجائیں تاہم شاباش میاں رانجھے تم نے عشق و محبت سے راہ عرفانِ نفس حاصل کیا۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ کچھ نہیں ذاتِ حق موجود تھی جسکا اسم احد تھا اپنے آپ کو بحیثیت احمد ظہور کیا اور سات

عالمین میں ظہور کرتا ہوا انسان کامل ظاہر ہوا۔

اپنا پیارا دے کر دل راضی کیا اگر ایسی سچی بات کہ دوں تو خدا کی پناہ میرے پیچھے شور وغوغا ہو جائے۔اس معاملہ کو ہم نے بہت تجربات سے تلاش کیا وہ ذات بے انتہا ہے اس کی اب کتاب سے پڑتال نہیں کی جاسکتی۔جس جگہ بھی مرد، عورت، ظالم، عادل، چرند، پرند، درند، حیوانات، نباتات، جمادات، بلندی، پستی میں وہی نظر آتا ہے۔اے بھیکھ وہ ہمیں ہر مقام پر ملا ہے۔

عارفانہ کلام

میں تو ڈاروں گی لال گلال، لال مورے آئے
شام مورے آئے، آئے گر معالی
میں تو سُوئی تھی اپنے مدُھر سکھ نیندر
میں تو پڑی اچانک جاگ، لال مورے آئے
مورا برہوں نے کھایا ماس، ہاڈ بھیو کھوکھرا
ان ہاڈوں کو لے کر کت جاؤں لال مورے آئے
شاہ بھیکھ کی پریت پرانی، نت نئی
مورا نِت نِت نیو سہاگ، لال مورے آئے

گلال (سُرخ پوڈر، سُرخ رنگ جو ہندو ہولی کے تہوار پر ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں)۔لال (سُرخ رنگ کا،لڑکا، پیارا، ناز پروردہ، ایک چھوٹی سی چڑیا کا نام، سُرخ رنگ کا قیمتی پتھر، غصہ میں)۔

یہ لال فصیحوں کی زباں لال کرے گا   اللہ اِسے صاحبِ اقبال کرے گا

شام (لوہے کا خول جولکڑیوں، اوزاروں پر لگایا جاتا ہے، ہندی زبان میں اس سے یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ ایسا پیارا اور طاقتور شخص جو مشکلات اور تکالیف میں سہارا ہو)۔مُدھر (سنسکرت زبان ہے یعنی میٹھا، پیارا، نرم)۔ برہوں (برَہ، فراق، جُدائی)۔ماس (مہینہ، چاند کا، گوشت)۔ہاڈ (اصل لفظ ہندی زبان میں ہاڑ ہے، ہڈیاں، بڑی لمبی ہڈی، ہڈیوں والا آدمی)۔ ہاڑنا (برابر ناپنا)۔ پریت (محبت، عشق)۔ نِت (ہمیشہ، سدا، ہر روز)۔سُہاگ (شوہر کی زندگی کا خوشگوار زمانہ، شوہر بیوی کی خوشگوار موافقت، ایک خاص قسم کا گیت)۔

گرو کامل کے چَرن ملیں، قدم تلے سر دھرنا رے

ہَر نے اپنا آپ چھپاتا، گُرو کامل کی صورت میں

اَلاِنْسَانَ سِرِّیْ ہے جو، پھر کاہے کو ڈرنا رے

گرو کامل کے چَرن ملیں، قدم تلے سر دھرنا رے

بھیکھا ہم باسی اس دیس کے جہاں سماں نہ کال

اپنی چھوڑ گرو کی مان، تب اس راہ اترنا رے

گرو کامل کے چَرن ملیں، قدم تلے سر دھرنا رے

اس سے بڑھ کر عمل عبادت، اور نہیں کوئی ٹلسی

جیون بھر سیکھا جس نے، گرو کے آگے ہرنا رے

گرو کامل کے چَرن ملیں، قدم تلے سر دھرنا رے

ضروری نوٹ: یہ اشعار چونکہ سینہ بسینہ قوالوں کی زبان پر آ رہے ہیں، ان میں تلفظ اور اشعار کا وزن کم و پیش نظر آتا تھا۔ شاعر کے تخیل کے مطابق ٹھیک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً لفظ، چَرن کی بجائے، سَرَن بولا جاتا ہے جو غلط ہے دوسرا بند، گو بند کرشن چند کو کہا جاتا ہے۔

سیس (سر)۔ پوجا (پرستش، پیشکش کرنا)۔ ہری (اللہ تعالیٰ)۔ سُنا سُنایا (کسی نے سُنایا ہم نے سُنا)۔ سِمَرنا (یاد کرنا، تسبیح کرنا)۔ چَرن (پاؤں)۔ پرگھٹ (اچھی طرح، واضح)۔ درشن (دیدار)۔ پرمیشر (اللہ تعالیٰ)۔ اَلاِنْسَانَ سِرِّیْ وَاَنَا سِرَّہٗ (انسان میرا راز ہے اور میں اسکا راز ہوں)۔ سماں نہ کال (زمان ومکان)

جس کے سامنے سر جھکایا ہے اسی کی فرمانبرداری کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِسمِ مبارک کسی نے (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور شیخ کی معرفت) سُنا ہے پہلے گرو جس نے یہ سمجھایا اس کی تسبیح (ذکر) کرنا چاہے۔

اگر گرو کامل کے قدموں میں جگہ مل جائے تو اس کے قدموں کے نیچے اپنا سر بھی رکھ دو۔ مطلب یہ کہ گرو کامل کی تابعداری ہر صورت میں کرنی ضروری ہے۔

گوبند (گرو) کی خدمت سے مجھے جو اسباق ملے اور میں نے عمل کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی ایسا ہی خدمت گزار ہے۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

جب گرو کی مہربانی سے ہم پر انکشافات ہوئے تو معلوم ہوا کہ ہَر (خدا) بھی کسی کا ثناخواں ہے۔ جب حقیقت اس طرح ہو تو بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

گرو ایک موجیں مارتا ہوا سمندر ہے جو خود تیرے اندر موجود ہے۔ یہاں سے چھوڑ کر ادھر اُدھر نہ جا۔ اس کی موجیں (لہریں) تیرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں موت نہیں آتی۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

آنکھوں سے دیکھ اپنے من میں اس کو پختہ کرلو کیونکہ یہ درشن درحقیقت خدا کا درشن ہے اور اسکی صورت کو اپنے اوپر وارد کرلو یعنی فنافی الشیخ ہو جاؤ پھر ہی کامیابی ہے۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

اپنے معاملات میں اپنے آپ کو ہٹا کر گرو کا رنگ اپنے اوپر چڑھالو تو اس طرح مُوتُوْ قَبْلَ اَنْ تَمُوتُو ہونا ہے۔ پھر دوسری بار موت نہیں آئے گی۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

دُنیا ایک بازار ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے نام کا سودا ہوتا ہے۔ یہاں گرو کے پاس بکنے سے کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ یعنی شیخ مکرم کے نقشِ قدم پر چل کر بہت سے دنیاوی جھگڑوں سے نجات مل جائے گی۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

انسان میرا بھید اور میں اُسکا بھید ہوں پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی وجہ اپنے ہونے کو ظاہر کیا جو انسانِ کامل تھے۔ جو شیخِ کُل ہیں۔ اس گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

اے بھیکھ! ہم یعنی انسان اس جہاں کا رہنے والا ہے جہاں زمان و مکان کی قید نہیں وہاں جانے کیلئے اپنی ہر بات گرو کے تابع فرمان کردے۔

جس شخص نے ساری زندگی گرو کی تابعداری کی، بس اس کی زندگی عبادت میں گزری ہے کیونکہ اصل عبادت ہی یہی ہے۔ گروکامل کی تابعداری ہر صورت میں ضروری ہے۔

گرو

گرو بن جاپ جپا نہ جاوے　　گرو بن ہر دے گیان نہ آوے
گرو بن عمر اکارت جاوے　　کفر شرک مانہہ ماری دا
گرو ہے ہَر کے میلن ہارا　　گرو کے اندر ناز اشارہ
بَرم گیانی سمجھن ہارا　　گرو توں بھید وچاری دا

جاپ (ذکر)۔ ہَر دے (دل و دماغ)۔ گیان (علم، درویشی)۔ اکارت (بے کار)۔ کانہہ (اندر)۔ ہَر (اللہ، ناز اشارہ، بھید)۔ گیانی (عالم)

ذکرواذکار شیخ کی ہدایت کے بغیر صحیح طریقہ سے نہیں کئے جا سکتے اور علم و فضل بھی شیخ کے بغیر نہیں ملتا۔ شیخ کی ہدایت کے بغیر عمر بے کار ضائع ہوتی ہے اور کفر و شرک کے اندھیروں میں گھومنا ہے۔

شیخ کی ہدایت سے ہی اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔ شیخ کی ذات ایک خاص اشارہ ہے۔

عالم و فاضل سمجھیں تمام اسرار شیخ سے ملیں گے

معالی باگ لوایو کریو جگت کی ریت
بوٹا بوٹا سینچ کے پھل پایا شاہ بھیکھ

حضرت شاہ ابوالمعالی نے طریقہ کے مطابق طریقت، حقیقت، اور معرفت کی درسگاہ قائم کی۔ اس میں مختلف اصحاب کی تربیت کی مگر اس سب سے بہتر شاہ بھیکھ ہیں۔

ہم سیوک گرو اپنے کے معالی جن کا نام
جتنے گرو جگت کے سب کو بھیکھ سلام

دنیا میں اور بھی شیوخ ہیں۔ ہم سب کی عزت وتکریم کرتے ہیں۔ مگر ہمارے شیخ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ ہیں جن کے ہم غلام ہیں۔

گرو گیان کا مِصقلہ کالک دیوے دھو
بھیکھا یہ کالک تب مٹے جو گرو صِقلی گر ہو

مصقلہ (چمکانے کی چیز)۔ کالک (سیاہی)۔ صقلی گر (چمکانے والا)

درویشی اور علم کو چمکانے والی چیز گرو ہے جو سیاہ دھبوں کو مٹا دیتا ہے۔ یہ گناہوں کے سیاہ جب ہی مٹیں گے جب شیخ صقلی گر کا کام کرے۔

لاکھ پیالے بھر بھر پیئے جو مستی چڑھی نہ نین
بھیکھا اک قطرہ گرو گیان کا جن مست کیا دن رَین

ادھر اُدھر سے لاکھوں درس لو مگر اثر نہیں ہوا۔ مگر جب حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی خدمت میں آ کر گیان کے اسباق سیکھے، جن سے اثر وسرور حاصل ہوا۔

بھیکھ گرو کھمار سکھ دیت ہے جو من سے کاڈے کھوٹ
اندر سے رَکھشا کرے باہر لاوے چوٹ

کھُمار (خمار مستی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے)

بھیکھ! شیخ من سے خرابیوں کو نکال اچھائیوں کا مزا دیتے ہیں
اگرچہ باہر سے ظاہری تکالیف نظر آتی ہیں، مگر اندر سے حفاظت کرتے ہیں۔

معالی تورے باغ میں پریم بیل ہے بھیکھ
چوداں میں روشن بھیو جو نام جپایا بھیکھ

یا حضرت شاہ ابوالمعالیؒ آپ کے گلشن میں بھیکھ محبت کی نشانی ہے۔ جب بھیکھ نام ہوا تو چوداں طبق میں مشہور ہو گیا۔

بھیکھ نشانہ ایک ہے تیر انداز ایک
اپنے اپنے گرو کی سبھی مناؤ رے ٹیک

ہر ایک اپنے اپنے شیخ سے سہارا لیتا ہے مگر سب کا مطمع النظر ایک ، طریقہ بھی وہی ہے۔

بھیکھ! فقیری اَت بھلی جے گرو ملے فقیر
جس کے ملے سنکٹ کٹیں نِرمل بھئے سریر

اے بھیکھ! اگر شیخ درویش مل جائے درویشی وہی اچھی ہے۔ اس کے ملنے سے تمام دُکھ پریشانی ختم ہو کر دل و دماغ کو سکون ملے گا۔

گرو گلاب کا پھول ہے کلمہ اس مانہہ خوشبو
گرو کلمے کو کر صحیح تری رگ رگ کلمہ ہو

شیخ کی مثال ایک پھول کی طرح ہے۔ جس کی خوشبو کلمہ ہے۔ آپ شیخ کو یاد کرلیں۔ آپ بھی فنافی الشیخ ہو کر کلمہ کی خوشبو سے معطر ہو جائیں گے۔

بھیکھ معالی کی پَینٹھ میں سودا کرے جو کوو
برکت کلمے پاک سے خالی رہے نہ کوئی

پینٹھ (آٹھویں روز کا بازار یعنی جمعہ بازار یا اتوار بازار یہاں مراد محفل ہوگی)

اے بیکھ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی محفل میں جو کوئی آتا ہے کلمہ طیبہ کی برکت سے سب کو فیض ملے گا کوئی خالی نہ رہے گا۔

میں بے گُن میں گُن نہیں جو لگا تمھارے پیر
صدقہ معالی پیر کا مورے پاؤ پیالے خیر

میرے اندر کوئی خوبی نہیں آپ کے درِ اقدس پر آیا ہوں خواجگان کا صدقہ مجھے فیضیاب کیجیے۔

ایہہ تن وِش کی بیلری گرو امرت کی کھان
سیس دیئے جو گرو ملے تو بھی ستا جان

یہ جسم خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ شیخ ان خرابیوں کو دور کرتا ہے۔ اگر سر دے کر شیخ مل جائے تو بھی زیادہ قیمت نہیں سستا ہی ہے۔

بھیکھ! فقیری عجب ہے جو گرو ملے پورا
چھان چھان کے جدا کرے اک آٹا اک بورا

اگر شیخ صحیح مل جائے تو فقیری ایک عجیب چیز ہے۔ ہمارے اندر سے خرابیاں نکال دے اور اچھائیاں روشن کر دے

بھیکھ تن من دھن اور جان سب گرو پر ڈاروں وار
مورکھ نہ جاندے کہ ست گرو ہے کرتار

اے بھیکھ! بے وقوف نہیں سمجھتے، شیخ کی ذات دراصل ذات کا جلوہ ہے اس پرتن من اور دھن قربان کر دینا چاہیے۔

ہَر ، گرو ایک ہیں یاں میں فرق نہ کوئی
ہادی دوسر تو کہوں جو کہیں دوسر ہو

ذاتِ شیخ ، ذاتِ حق کا جلوہ ہے کوئی فرق نہیں اور درست ہے میں ان میں فرق تو جب بتاؤں اگر کہیں فرق ہو۔

بھیکھا سنگت سادھ کی جو تیلوں کرے پھُلیل
بِن سَت گرو کسے نہ پایا، یہ اُلٹ پلٹ کا کھیل

اے بھیکھ! درویش کی صحبت سے عام تیل تیل سے عطر بن جاتا ہے۔ یعنی عام سے خواص میں آجاتا ہے۔ اور بغیر شیخ کے یہ تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

گرو گونگے گرو بانورے گرو ہیرے کی کان
بھیکھا! سَر کے بدلے گرو ملے تو بھی ستا جان

شیوخ اپنے منہ سے کچھ ظاہر نہیں کرتے جبکہ وہ ہیرے کی طرح بہت قیمتی شخصیت ہے۔ اگر حصولِ شیخ میں جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے پھر بھی ستا سمجھنا چاہیے۔

بھیکھا! گرو جہاز ہیں ہم پانگلے چِت چڑھ پار پڑے
جنہاں گرو جہاز نہ منّیا او رو ون گھاٹ کھڑے

اے بھیکھ! ہم دریا کے کنارے کھڑے ہیں اور شیخ مثال جہاز کی ہیں۔ جس پر سوار ہو کر پار اُتر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے شیخ کو اس طرح نہیں مانا وہ ادھر کھڑے ہیں۔ روتے ہیں وہ پار نہیں اُتر سکتے۔ ذاتِ شیخ میں ہی فنا ہو کر اعلیٰ مدارج میں پہنچ ہوسکتی ہے۔

بھیکھا! بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لعل
گرہ کھولن نہ جاندے اس بد بھئے کنگال

کنگال (جس کے پاس نقدی یا خرچہ کیلئے کچھ نہ ہو)۔ لعل (ہیرا، یہاں مُراد ذاتِ حق ہے)

اے بھیکھ! ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں ذاتِ حق کا جلوہ نہ ہو یعنی ہر ایک میں ذاتِ حق موجود ہے۔ مگر صرف سمجھنے کا فرق ہے اور اس وجہ سے دوئی اور شرک میں پڑے ہوئے ہیں۔

آدھی گھڑی سے آدھی گھڑی اور آدھی سے بھی آدھ
بھیکھا سنگت سادھ کی کٹیں کروڑ پرادھ

دو باتوں کو بھول مت جے چاہیں کلیان
بھیکھا ! ایک موت کو دوجے سری بھگوان

کلیان (ایک راگنی کا نام ہے جس سے سکون ملتا ہے۔ سکون کیلئے اللہ تعالیٰ اور موت کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

پہلے جنم جو مرگیا سالم سادھو ہو
بھیکھا جنم لیاوے دوسرا تب اس کی گت ہو

گت (حالت، طرح، ایک راگ کا انداز، ہندوؤں میں مردے جلانے کی رسمیں)

جو درویش مُو تو قبل اَنْ تَمُوتُو ا ہو گیا وہی درویش ہے پھر ہوتا ہے وہ جو اسکے لئے بہتر ہے۔

جیسی صورت عین کی ویسی صورت غین
بھیکھا! نقطہ اُٹھا کے دیکھ لے وہی عین کا عین

عین غین دراصل ایک ہی چیز ہے صرف ایک لفظ کا فرق ہے۔ وہم کا نقطہ ہٹا دیا جائے تو ذات اور صفات دو نہیں۔

بھیکھا اِب لگ تو اچھی نبھی ایک رہی من مانہہ
جب جیوڑا جم کے باس پڑے تب پت رہے کہ نانہہ

اے بھیکھ اب تک حالات ٹھیک ہیں مگر جب یہ جان عزرائیل کے ہاتھ آئے تو ایمان سلامت رہتا ہے یا نہیں۔

نہ جُیوڑا ہے نہ جم ہے اسی صاحب کا روپ
اسی بھلیکھیے مَرِیِ پرتھی رہی اُوت کی اُوت

نہ ہی جان اپنی ہے اور نہ عزرائیلؑ۔ دونوں ایک ذات کے دو رُخ ہیں۔ یہی ایک وہمی فرق ہے۔ جس کی وجہ سے ذاتِ حق تک رسائی دُنیا والے نہیں کر سکے۔

ہم دونوں ایک ہیں کہن سُنن میں دو
بھیکھا مَن کو مَن سے تولیو دو مَن کیسے ہو

وحدت کثرت میں دونوں ایک ہیں اے بھیکھ! کنڈے (ترازو) کے ایک پلڑے میں ایک مَن دوسرے میں دوسرا مَن اس طرح دو من نہیں ہو سکتے۔

برِوے سے پھَل اُپجے جو پھل سے برِوا ہو
بھیکھا ایسے بیج سے کوئی واقف برلا ہو

درخت سے پھل، پھر پھل سے درخت ہوتا ہے دونوں کی حقیقت ایک ہے اسی طرح کے بیج کو کوئی سمجھ سکتا ہے۔

بھیکھ بھروسے رام کے جو روہ گھاٹ پہ سو
ہونی ہے جو ہورہی ، اَن ہونی نہ ہو

اے بھیکھ اللہ تعالیٰ پر یقین کر کے اطمینان سے زندگی گزارو جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیّت میں ہے وہی ہوگا اور مزید کچھ نہ ہوگا۔

بھیکھا بات اگھم کی جو کہن سُنن کی نانہہ
جو جانے سو نہ کہے ، کہے سو جانے نانہہ

اگھم (خفیہ ذاتِ حق)

اے بھیکھ ! حقائق الاشیاء کا علم گفتگو سے نہیں آتا اور شنید سے سمجھایا جا سکتا ہے اسے جو جانتا ہے وہ اسے بتاتا نہیں اور نہ اس پر گفتگو کرتا ہے اور جو گفتگو کرتا ہے وہ اس وقت اس علم سے باہر ہوتا ہے وہ نہیں جانتا۔

جَپ مرے جاپا مرے انحد بھی مر جائے
[1] سُرت سمانی شُبد مانہہ تائیں کال نہ کھائے

جَپ (ذِکر)۔ جاپا (ذاکر)، انحد (ذاتِ حق)۔ کال (تاریکی، غلے کی کمی)۔ سُرت (عقل)۔ شُبد (کلمات، گفتگو) لامکانی گفتگو میں کوئی کمی نہیں رہتی، ذکر ذاکر اور مذکور ایک دوسرے میں ضم ہو جاتے ہیں۔

[1] یہ مصرعہ ایسے بھی سننے میں آیا ہے۔

سرت سہاگن نہ مرے جو گھٹ گھٹ رہے سمائے
ہر ہر گز نہ میرد آں کہ دلش زندشد بعشق۔

سب انچھر مانہہ الف ہے ، الف انچھر کے مانہہ
الف الف سب الف ہے بھیکھ اور کچھ نانہہ .

ہر شکل میں الف ہے اور الف میں اشکال ہیں۔ ہر شکل میں ذاتِ حق موجود ہے۔ صفاتی طور پر اور کچھ نہیں۔

صاحب اتنا دیجیو جس مانہہ کُٹم سمائے
میں بھوکا نہ رہوں ، سادھ نہ بھوکا جائے

کُٹم (خاندان، قبیلہ)

اے مالک اتنا رزق عطا کرنا جس میں خاندان کا گزارہ ہو جائے۔ میں بھوکا نہ رہوں اور درویش مہمان کو بھی شکم سیر ہو کر کھانا مل جائے۔

چھوٹے تھے تو رَس مُسے گادر میٹھا ہو
بھیکھا! وا پھل کونسا جو پکے سو پھیکا ہو

رس مُسے (تھوڑا رس)۔گادر (آدھا پکا آدھا کچا)
شعر ایک پہیلی کی طرح ہے۔
ایک پھل چھوٹے ہوتے ہوئے تھوڑی قوت، جب کچا پکا ہو تو نہایت شیریں اور مزیدار پھل ہے۔ جب یہ پھل پک جاتا ہے تو اس سے رس اور میٹھاس ختم ہو جاتی ہے۔ ذرا بتاؤ تو سہی وہ پھل کونسا ہے (جواب انسان کی زندگی)۔

بھیک جو مانگوں بھیکھ سے بھیک دِن رہا نہ جائے
وا بھیک ان مول ہے جو دِن مانگے مل جائے

جو خیرات بھیکھ سے مانگوں جس کے بغیر گزارہ نہیں مگر وہ خیرات بہت قیمتی ہے جو بغیر مانگے ہی مِل رہی ہے۔

میوات کا میوات خان معافیؒ کے دربار
جے تو آویں صدق سے بھیک دے کرتار

میوات (ایک علاقہ ہے جہاں میو قوم آباد ہے)۔ میواتؒ خاں (اُس علاقہ میں رہنے والا)
میوات خاں اگر بطور عقیدت مند آتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مزا پائے گا ورنہ نقصان اُٹھائے گا۔

جو کو کرے نندیا ، میت ہمارا سو
آپ وہ ڈوبے نرک مانہہ پاپ ہمارے دھو

نندیا (چغلی، بُرائی)۔ میت (دوست)۔ نَرک (دوزخ)۔ پاپ (گناہ)
جو ہماری چغلی اور ہماری برائی کرتا ہے دراصل وہ ہمارا دوست ہے۔ اس طرح ہمارے گناہ ختم ہو رہے ہیں اور خود دوزخی ہو رہا ہے۔

بھیکھ فقیری سیکھنی تو جل پنہارن سے سیکھ
سکھیوں سے باتیں کرے ، دھیان گگن کے بیچ

جَل پنہارن (گھڑوں میں پانی لانے والی عورتیں)۔ سَکھی (سہیلی، ساتھی)۔ گگن (گھڑا)
گھروں میں پانی پہنچانے والیاں کنوئیں سے پانی کے گھڑے بھر کر سر پر رکھ کر گھروں میں پہنچاتی اور معاوضہ حاصل کرتی تھیں۔ اے بھیکھ! اگر درویشی سیکھنی ہے تو اس سُقَّن سے سیکھ جو سر پر پانی کے گھڑے رکھے ہوئے آ رہی ہے ہم جولیوں سے باتیں کر رہی ہے، مگر اسکا خیال ہر دم گھڑوں میں ہے کہ گر نہ جائیں۔ مطلب درویش دنیا میں رہتے ہوئے اپنے تمام کام حالات کے مطابق کرتا ہے۔ مگر خیال اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہوتا ہے۔

آگ لگی پربت جلے دھواں پرگھٹ ہو
بھیکھا جن کارن میں جوگن بنی کہیں وہی نہ جلتا ہو

آگ لگ چکی ہے پہاڑ اور جنگل میں دھواں نظر آتا ہے۔ نشان آگ کے ہیں۔ بھیکھ غور تو کرو کہیں میرے اندر

بھیکھا ہم شہباز تھے جو اُڑ کر گئے آکاش
وہاں کچھو نہ دیکھیا ہَر سنتن کے پاس

بھیکھ ! ہم شہبازوں کی طرح اُڑتے ہوئے ذاتِ حق کو تلاش کرتے ہوئے آسمانوں پر گئے ہمیں وہاں کچھ نہیں ملا، ذاتِ حق درویشوں میں ہے۔

ذکر کرو چت لا سمرت سمرت آپ بھُلا
سُن ہوکے سُن کما باقی کیا؟ پھر آپ خدا

دل لگا کر ذوق شوق سے ذکر کرو اس طرح کہ آپ خود کو بھول جاؤ خاموش ہو کر درویشی حاصل کرو کیونکہ فنا کے بعد صرف ذاتِ حق بقا رہ جاتی ہے۔ (سی حرفی)

یاری اس یار کی جو دل بھیکھ سمائے
دو جگ میں نرمل رہے ، سکھ سے رَین بہائے

جو بھیکھ کے دل میں سمایا ہوا ہے اسی دوست کی دوستی ہے دونوں جہاں میں ایک ہے اور آرام سے زندگی گزار رہا ہے۔

بھیکھا ایسے ہو رہیے جیوں مہندی کے پات
لالی رکھیئے پیٹ مانہہ ہَری دکھایئے ذات

دنیا میں اس طرح زندگی گزاریں کہ لوگ بطور درویش زیادہ نہ جانتے ہوں اور دنیا کے کام بھی دُنیاداروں کی طرح جاری رہیں۔ مہندی کے بظاہر سبز پتے ہوتے ہیں مگر اسکا کمال اس کے اندر ہے۔

چلو چلی تو ہو رہی اک اندیشہ اور
گیل بہاری ہے نہیں بھیکھ جی بیٹھو گے کس ٹھوڑ

گیل (گے + ل، ساتھ)۔ بہاری (دوست، ساتھی)

یہ اشعار دنیا کی بے ثباتی کی طرف اشارہ ہے۔ اپنی اپنی باری سب جا رہے ہیں۔ مجھے ایک خوف ہے کہ ساتھ ساتھی نہیں بیٹھنے کی جگہ ملتی ہے یا نہیں۔

تنکہ تو ڈھیلا پڑا چوہکن لگ گئی کیل
گڑھکا گھیرا ہو چکا بھیکھ جی گھڑی پل کی ڈھیل

اعضاء ڈھیلے ہو گئے ہیں اور آواز بھی کمزور ہو گئی ہے۔ کچھ ایام باقی ہیں ورہ جانا تو ہے ہی۔

ہکلی چڑ دی خلق مانہہ اب دم لیونے گھیر
گھڑکا گھیرا ہوچکا بھیکھ جی کسے سُناؤں ٹیر

ہکلی (زبان سے رُک رُک بات نکلنا، لُکنت)۔ لیونے (لے لیا)۔ ٹیر (حقے کی آواز)

بھیکھ ! اب یہ حالت ہے کہ دم اُکھڑتا ہے زبان رُک رُک جاتی ہے آواز بھی ہلکی ہے کسے اپنی آواز (بات) سُناؤں۔

محلن میں چوری ہوئی ہڑ گیو اک لعل
نجانے کِت کو گیو بھیکھ جی پھوٹی نہیں دوال

ہڑ گیو (گم ہو گیا)۔ لعل (قیمتی موتی)، دوال (دیوار)

چوری کیلئے نقب لگتی ہے دیوار میں سے راستہ بنایا جاتا ہے۔ گھر میں چوری ہوئی مگر ظاہری دیوار بھی نہیں ٹوٹی۔ بھیکھ! معلوم نہیں لعل کس طرح گم ہو گیا۔
ظاہری طور پر کچھ نہیں ہوتا مگر انسان اس جہاں سے دوسرے جہاں چلا جاتا ہے۔

تانت باجتی رہ گئی آئی ہے روٹی کو اوڑ
مندر خالی ہو یا بھیکھ جی گیا کنڈیرا چھوڑ

روئی دُھننے کا آلہ جس پر ایک تانت ہوتی ہے۔ جس سے آہستہ آہستہ روئی اُڑا کر دُھنی جاتی ہے۔ اس مثال کو دیتے ہوئے فرمایا دُنیا چل رہی ہے۔ زندگی ختم ہو گئی جسم (مندر) خالی ہو گیا۔

جا کو ہو سوئی گیو پہنچو وائی تھوڑ
گیا لعل بگدا نہیں بھیکھ جی لاکھ مچاؤ رُول

بگدا (واپس آنا)

جہاں کا تھا وہی گیا اپنی ہی جگہ گیا۔ آپ لاکھ شور مچاؤ گیا ہوا لعل واپس نہیں آئے گا۔

آوت منگل گاوت جاوت کیوں رویا
جا کو ہو سوئی گیا بھیکھ تیرا کیا کھویا

جب آیا تھا خوشیاں منائی تھیں۔ اب جاتے وقت کیوں رو رہا ہے۔ جو تھا وہی گیا بھیکھ تیرا کیا نقصان ہوا۔

دیوا باتی ہے نہیں نہ چندا کی لوئے
کاہ کوپ کی کوٹھڑی تو رہے گا اکیلا سوئے

چراغ اور چاند کی روشنی نہ ہو گی وہاں تو اندھیرا اور پتوں کی چھت کمرہ ہو گا جہاں تو اکیلا ہو گا۔

میری میری کرت ہیں ارجن جودھا بھیم
پڑی رہیں گی بھیکھ جی کائی دن کاٹن کی نیم

ارجن جودھا بھیم (دو مرد اور ایک عورت کا نام ہے)

دُنیا میری ہے کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ یہاں کچھ گزارنے کی جگہ ہے سب یہاں ہی رہ جائے گی۔

اپنے اپنے کام کی لپکا جھپکی ہوئے
کایا اپنی نہ ہوئی بھیکھ جی جگ اپنوں کب ہوئے

لپکا جھپکی (تیزی)

ہر ایک اپنے کام میں تیزی کر رہا ہے۔ اے بھیکھ زندگی اپنی نہیں ہے دنیا اپنی کیسے ہو گی۔

کاچ ڈھولے پڑ گئے سرون سُنے نہ گھور
کادِم ہا سو تھک گیا بھیکھ جی اب کیا چاہو ہور

آنکھوں کی روشنی کم ہو گئی۔ میری آواز کوئی نہیں سُنتا۔ سارا جسم تھک چُکا اب اور کیا چاہتے ہو۔